

طَبَعُوا لِلَّهِ وَأَطَاعُوا رَسُولَهُ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ

الحمد لله والمنه لله به رساله عجاله شرح ذہبیہ موسوم بہ



منجمله تصنیفات جناب مستطاب تقدس نقاب فضائل وفواضل بنیاد
حقایق ودقائق ونگاہ جبرودعی وکبریمعی محمد شرفعلی النقیس دامت برکاتہ
مقام اکہنو محلہ وزیر گنج تبارنج ہیچہ ثتم ماہ ذیحجہ ۹۹ھ ہجری بنوے

اشتبہا باہتمام کتب خانہ مؤسسہ علم و ادب
طبع و نشری پین پی منین عابد طبع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله العلي الاعلى الذى علم الانسان ما لم يعلم
والصلوة على نبيه محمد بن ابي طالب
والعجم واوصيائه المعصومين ارباب السيف والقلم
تعالى على هداية العالم صلى الله عليه وسلم وبارك وسلم

جس سے جہاں نظر الوار ہے
اور ہر اک اونکے وصی پر سلام
باطن و ظاہر کے وہ ہیں رہنما

حمد خدا ہی کو سزاوار ہے
مرجع کل او سکے نبی پر سلام
اول و آخر کے وہ ہیں رہنما

وَبَعْدُ يَقُولُ الْعَبْدُ الْمُنْقَرِبُ إِلَى رَبِّهِ الْمُغْنَى الْغَنَى مُحَمَّدٌ أَشْرَفُ عَلَى

النفس ابن مؤلفہ ناخف علی الاثنا عشری البداؤنی أصلاً للہ
اخرہما من اولہما

عرض ہے بعد اسکے یہ میری نہیں مذہب اثنا عشری میں کتاب مختصر و کافی و نافع ہے وہ ہے جو وہ تحریر امام رضا کیونکہ وہ تفسیر ہے قرآن کی خاص وہ نہ مودہ معصوم	سن لے بکوش دل سے ہر اس ہے ذہبیہ عجب اک انتخاب شرع کے احکام میں جامع ہو پہلوی قرآن میں ہے اوسکی ہر شرح اوسے جان لو ایمان شرح نبی منج قوم سے
---	---

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هَبْ لَكَ مَا كُنْتَ تَقْتَضِي لِرُودِ مِنَ الْأُمَمِ الْهَبْ
علی بن موسی الرضا وجا معتمد لشمس اہل اسلام من العقائد و
الاحکام فی الحلال والحرام كانت مغنية للانام وانما يحتاج
العوام الى استفادة معانيه الدقيقة من العلماء الاحل

ہوتے ہوئی اوسکی نہیں احتیاج اخذ کریں مطلب مشکل عوام بس ہے یہ اثنا عشری کے لیے	ہاں مگر اتنی کہ مجب علاج عالم کامل سے فقط والسلام آگے ہے حق راہبری کے لیے
---	---

فأترجمها بالتلخيص التنصيص محاوراة اخوان الزمان لتسهيل
لا فها موعوام الهند وستان والله المعين هو المستعان وشرح
المقاصد بالفوائد الحميدة بالفوائد الدھبية

ترجمہ اردو میں ہے مد نظر شرح فوائد میں مقاصد کی	تاکہ ہوں اس فیض سے سنبھرتے نام بن تاریخ فوائد کی ہے
--	--

تَشَهُّدٌ
ع ۸۵۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْأَعْلَمِ الَّذِي عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ
وَالصَّلَاةُ عَلَى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ وَالْآخِرَةُ الْأَكْرَمُ قَائِلُ أَنَا أَفْضَلُ الْعَرَبِ
وَالْعَجَمِ وَأَوْصِيَاءِهِ الْمُعْصُومِينَ أَرْبَابِ السِّيفِ الْقَائِمِ اللَّهُ
تَعَالَى عَلَى هِدَايَةِ الْعَالَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَى نِعَمٍ وَبَارَكَ وَسَلَّمْ

حمد خدا ہی کو سزاوار ہے	جس سے جہان نظر الوار ہے
مرجع کل اوسکے نبی پر سلام	اور ہر اک اوسکے وصی پر سلام
اول و آخر کے وہ ہیں رہنما	باطن و ظاہر کے وہ ہیں رہنما

وَبَعْدُ يَقُولُ الْعَبْدُ الْمُسْتَغْنَى رَحِمَهُ اللَّهُ الْغَنِيُّ مُحَمَّدٌ أَشْرَفُ عَلَى

النفیس ابن مؤلفہ ناخف علی اثنا عشری البداؤ فی اصطلح اللہ
اخریہما من اولہما

عرض ہے بعد اسکے یہ میری نفیس مذہب اثنا عشری میں کتاب عقرو کافی و نافع ہے وہ ہے جو وہ تحریر امام رضا کیونکہ وہ تفسیر ہے قرآن کی خاص وہ نہ مودہ معصوم	سن کے بلو شہ دل سے ہر اس ہے ذہبیہ عجب اک انتخاب شرع کے احکام میں جامع ہو پہلوی قرآن میں ہے اوسکی ہر شرح اوسے جان لو ایمان شرع نبی منہج قوم
--	---

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هَبْهُ مَا كَانَتْ قَطْعَةً لِّلرُّودِ مِنَ الْأُمَمِ الْهَبْ
علی بن موسی الرضا و جا معتد لشرائع الاسلام من العقائد و
الاحکام فی الحلال و الحرام کانت مغنیة للانام و انما یحتاج
العوام الی استفادة معانی الدقیقة من العلماء الاحلام

ہوتے ہوئی اوسکی زمین احتیاج اخذ کریں مطلب مشکل عوام بس ہے یہ اثنا عشری کے لیے	ہاں مگر اتنی کہ حسب عسلاج عالم کامل سے فقط والسلام آگے ہے حق راہبری کے لیے
---	--

فأترجمها بالتلخیص التلخیص معأوردۃ اخوان الزمان لتھیلا
لا فہام عوام الهند وستان واللہ المعین هو المستعان اشرح
المقاصد بالفوائد الحبیہ فی مئة بالفوائد الذہبیہ

ترجمہ اردو میں ہے مد نظر شرح فوائد میں مقاصد کی بنا	تاکہ ہوں اس فیض سے سببہ نام بن تاریخ فوائد کی ہے
--	---

باج اوقات رہا القلاب
 ختم کی تاریخ حسبہ ہوئی
 اب جو ہوئی ختم یہ نادور کتاب
 آج یہ شرح ذہبیہ ہوئی

واقدم علیہا مقدمہ لتوضیح البیان وتوجیہ الکلف ثمما بتفسیر
 القرآن فنقول ومن الله التوفیق وهو خیر سرفیق اب واضح ہو کہینا
 امام رضا علیہ السلام باتفاق جمہور خاص و عام مذہب امامیہ کے امام ہیں
 یعنی اہلسنت و جماعت کلام جمیع بخلاف اور ائمہ معصومین کے حضرت کی
 نسبت سہی عقیدت رکھتے اور کہتے ہیں یہی دوسری صدی میں ہجرت کے
 مجدد مذہب شیعہ کے ہوئے چنانچہ تفصیل اسکی جلال الدین سیوطی نے
 درمشورین اور میر شریف نے تفسیر مواقف میں اور اورون نے انہی کتاب
 میں کی ہے پس حضرت کی ہدایت سے انکو اعراض اور انحراف ہے اور انہی
 کو یہی صراط مستقیم صاف باقی رہا یہ کہ سخت ہناد کی کیونکر ہوئی مخالف
 راوی اور ناقل ہیں مذہب امامیہ میں سند یہ ہے قال حدثنا ابو علی محمد
 ابن الحسین ابن الفضل قال حدثنا احمد بن علی ابن حاتم عن ابیہ
 قال حدثنا عبد الله ابن علی ابن الفضل قال حدثنا الشیخ ابو الحسن
 علی بن الحاکم القزوی عن علی بن جعفر الشہر روزی عن احمد بن حماد
 والفضل بن سنان العاکشمی و محمد بن علی ابن یقظین و ابراہیم بن محمد
 کلثوم و ولیعہ اصل راوی اول اسکے چارہن احمد بن حماد اور فضل ابن سنان
 ہاشمی اور محمد بن علی ابن یقظین اور ابراہیم بن محمد اور ان چاروں سے
 سند پہنچی علی بن جعفر شہر روزی کو اور اولیٰ شیم ابو الحسن علی بن حاتم و زبئی
 کو اور اولیٰ عبد اللہ ابن فضل کو اور اولیٰ علی بن حاتم کو اور اولیٰ

روایت کی احمد بن علی اونکے بیٹے نے اور اونسے حدیث پونہجی ابو علی محمد
ابن حسین ابن فضل کو اور وہ راوی اخیر ہیں اور کہتے ہیں ان المامون
العباسی بعث الی الامام الہمام علی ابن موسی الرضا ووجہ بالفضل
ابن سہل ذی الریاستین فقال۔ مامون خلیفہ عباسی نے فضل بن
سہل کو کہ وزیر او سکاتھا اور بسبب دوریاستون میں وزیر رہنے کے
وہ ملقب ہوا ہی الریاستین ہے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں
اور یہ درخواست کی احب ان جمع لنا اصول الدین جمیعاً من التوحید
والحلال والحرام والفرائض والسنن فانک حجة اللہ علی خلقہ و
معدن العلم ومقرض الطاعة یعنی ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہم کو سب اصول
دین توحید و مسائل تملال و درام و فرائض و سنت یکجا کر دین کہ سوائے کہ آپ
خلق پر حجت خدا ہیں اور معدن علم و واجب الطاعت ہیں یعنی امام حق
آپ ہیں آپ کو ہدایت خدا ہے قال فدعی الامام الرضا بکلمات
وقلم و فرط اس و کتب اوی کہتا ہے کہ یہ سنکر حضرت نے دوات و قلم
و کاغذ منگا کر لکھا آدم بر سر مطلب جب یہ رسناورین روان راویان معتمد
سے صحیح ہوئی کہ حال اونکی ثقافت و اعتماد کا کتب اسمای رجال میں مرقوم
ہے پس احکام شرع جو اس رسالے میں اسدرج ہیں وجوہ
متذکرہ صدر سے واجب الاعتقاد اور واجب العمل ہوا اور فرمے کتاب حضرت
بسم اللہ الرحمن الرحیم اول الفرائض شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وحدہ
لا شریک لہ فرماتے ہیں کہ بنا دین اسلام کی کلمہ شہادت کے دل سے پڑھنے
پر ہے یعنی گو اہی دینا اس امر کی کہ سوا خدا کے کوئی معبود و برحق نہیں اور

حال خدا کا یہ ہے کہ ایک ہے وہ ذات میں اپنی اور یکتا ہے صفات میں
 اور کوئی اور کا کسی بات میں شریک نہیں فائدہ لایہ جو کلمہ شہادت
 پڑھنے میں مینے قید لگا دی دل سے پڑھنے کی یہ حضرت کے کلام بلیغ
 نظام سے ظاہر ہے کہ یہ گواہی دینا اول فرائض ہے نہ صرف حق جا
 اور نہ صرف اقرار کرنا کس واسطے کہ گواہی دینا موقوف ہے علم یقین پر
 یس ابو جہل کہ فائل شخصیت اسلام کا ولید تھا اور کہتا تھا آخرت الہیہ
 علی العار یعنی دوزخ اور شخص نے تنگ پر قبول کی کہ اطاعت ہے
 کس اور جنس کی گوارا خوئی اور زبان سے اقرار نہیں کرتا تھا کافر رہا
 اس طرح منافق جو دلمین معتقد نہ تھے اور زبان سے اقرار کرتے تھے
 بے ایمان ہیں اور تفصیل اس مقام کی تحقیق العقائد میں بہت کی ہے یہاں
 اندیشہ طول سے سبقت پر کفایت کی فائدہ لائے وحدت میں جو کہا
 کہ اپنی ذات میں خدا ایک ہے اس سے مراد اقرار ہے مذہب نصاریٰ
 و مذہب مجوس و مذاہب مشرکین سے اور یہ جو کہا کہ وہ صفات میں
 اپنی یکتا ہے اس سے مراد چنانہ ہے اون مذاہب سے جنہیں لوگ یہ
 سمجھتے ہیں کہ صفات الہی بعض عباد کو دیکھی نہیں مثل ہنود و غلات و
 متصوفین کے اعاذنا اللہ منهم اجمعین۔ یہ حضرت فرماتے ہیں۔
 اَللّٰهُ وَاحِدٌ اَصَمٌّ اَفْخَرٌ اَحْيَا قَيُّوْمٌ سَمِيعٌ اَبْصِرٌ اَقْوَمٌ
 دَائِمٌ اَبْقٰی بَیِّنٌ اَللّٰہ ہے اور ایک ہے اور پاک ہے اور کیلا
 اور زندہ ہے اور مستحکم رہنے والا ہے اور سننے والا ہے اور دیکھنے
 والا ہے اور زیر دست ہے اور پھیرنے والا ہے اور سہنے والا

فائدہ ۱۰ صفات الہی لا تعد ولا تحصى ہیں حضرت نے وہی ذکر کیں جو کلام شارع اُسے ماثور ہیں۔ اور خلاصہ کلام اس مرام میں یہ ہے کہ اوس کے صفات نامعدود ہیں دلیل اوسکی یہ ہے کہ صفت کا مفہوم ذات کے مفہوم سے غیر ہوتا ہے صراحتہ چنانچہ ذات منہو صفت ہوتی ہے اور جب تک موصوف کی نہ جائے مجر و معرّی رہتی ہے اوس صفت سے اور ذات پاک خدا کبھی اپنی صفات سے معرّی نہیں والا حاجتمندی لازم آئے اور مقرر یہ ہے کہ وہ جمہ جہت کامل وغنی ہے پس اوسکی صفات مثل اور ونکی صفات کے نہیں اور اسی سبب سے متعدد کہنا چاہیئے بلکہ وہی ایک ذات ہے کہ ہر محل پر بلفظ صفت تعبیر اوس سے ہوتی ہے۔ اور عامہ نے لکھا ہے کہ صفات الہی نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات یہ بات معقول نہیں کہ ارتفاع نقیضین مثل اجتماع نقیضین محال چنانچہ تحقیق العقائد میں بیان ہوا۔ لہذا مذہب مختار امامیہ صفات میں یہ ہے کہ صفات اوسکی ذات پر زائد نہیں اور مطلب اوسکا وہ ہے جو لکھا گیا فائدہ ۱۱ اللہ اسم ذات خدا ہے اصل اوسکی الالہ ہے اور اللہ کے معنی پروردگار ہیں اور تفصیل اسکی جمیع کتب درسیہ میں ہے غرض یہ ہے کہ الف لام کے سبب سے معین ہو کر علم ہو گیا اور حضرت نے جو فرمایا الہا معنی اسکے ترجمہ میں لکھے گئے اور یہ لفظ اسواسطے مذکور ہے کہ پالنا بتوں کا یا اور معنیوں کا اہل باطل کے ثابت نہیں اور معنی وحدت و صمدیت ذیل شہادت میں بیان ہوئے۔ اور فرد ہونے سے مراد یہ ہے کہ زوج نہیں رکھنا بخلاف قول انصار سے وغیر ذلک۔ اور باقی صفات

جو ذکر ہوا نسبت سلب و نکر تمام عالم سے کہ بت ہی اور زمین پر ظاہر ہو شخص کر
 سمع و بصر واسطے استقامت اس اس شے کے ہے یعنی سب کے اقوال و احوال
 برابر اور اک اور کا محیط ہے اور غنم و اور اک میں تو ہر اس انشراح و تفریق ہے
 کہ علم عام ہے اس سے کہ متعلق باحوال متعدد ہو بخلاف اور اک کہ وہ
 اسی پر خاص ہے فائدہ جان لو کہ صفات خدا سب قدیم ہیں مگر بشرط
 کہ او پر بیان ہوا نہ غیر ذات ہو کہ تا کہ تعریف باللازم ہو اور زمین و آسمان
 میں خلل لائے پس اطلاق اور کا متعلق ظاہر سے ہے یعنی وہ پہلے پیدا
 کرنے سے ہر شے کے خالق اور سکا تھا بالقوہ اور وقت پیدا کرنے کے
 خالق اور سکا بالفعل سمجھا گیا اور موافق اس سمجھنے کے اور سکون خالق کہا گیا
 فائدہ اور قوی سے یہ مراد ہے کہ وہ غالب ہے کسی شے میں محتاج
 اور مغلوب نہیں اور دائم سے مراد ازل ہونا اور سکا ہے یعنی ابتدا
 ہی نہیں رکھتا اور پانی سے مراد بے انتہا ہے یعنی ازل و ابدی ہے
 پھر فرمایا عالم لا یجمل قادر لا یجمل فاعلم لا یجمل غنی لا یجمل
 لا یحتاج عدل لا یجوز یعنی اللہ تعالیٰ عالم ایسا ہے کہ ہوتا ہے
 قادر ایسا ہے کہ نہ کمنا نہیں قائم ایسا ہے کہ حال نہیں بدلتا ہے بزرگ
 ایسا ہے کہ محتاج نہیں ہوتا عادل ایسا ہے کہ ظلم نہیں کرتا۔ فائدہ
 یہ بیان وحی ترجمان صفات ثبوتیہ و سلبیہ پر مشتمل ہے یعنی تغیر و تبدل
 و عیب و نقص سے مبرا ہے دلیل او سکی یہ ہے کہ کمال خوبی اور سکی
 ذات کی شرعاً و عقلاً و عرفاً مسلم ہے اور خوبکہ خلاف کمال خوبی
 ہے صراحتاً ممنوع ہے اور تحقیق افعال میں تغیر ہو سکتا ہے جو بوجہ اتم

ہوئی ہے اور متن متین مہرِ اُننا عشریہ میں خلاصہ ان مباحث شریفہ کا کما گیا
 ہے۔ بہرِ خبر فرمایا **وَاللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ لِّکُنْ شَیْءٌ** اور وہاں پیدا
 کرنے والا ہے سب چیزوں کا اور جیسا وہ ہے ویسا کوئی نہیں یعنی
 بے مثال ہے فائدہ معلوم ہو کہ مسئلہ خلق میں بہت بحث ہوئی ہے خلاصہ
 یہ کہ سب کا پیدا کرنے والا خدا ہے عدم و وجود سب کا اوسے سے ہے
 اور کل شے سے مراد اعیان ہیں یعنی حقیقتیں سب چیزوں کی جو خارج
 ہیں موجود ہوں اور تحقیق اسکی مباحث امور عامہ میں ہوئی ہے اور اگر
 موجود عینی خارج کا مقصود نہ تو چاہیے کہ موجود ذہنی کو ہی شامل ہو
 اور اوس میں یہ قیاحت ہے کہ لافٹ و ٹمبریک باری و محالات کو ہی جو
 ذہنی حاصل ہو سکتا ہے چاہیے کہ ان کا خالق بھی خدا نہیں ہے حالانکہ
 وہ موجودات حقیقی و عینی نہیں ہیں۔ اور اگر فقط موجود ذہنی مراد رہے
 تو بعض موجودات خارجہ جو ذہن میں پائے نہیں جاتے وہ شے ہونے سے
 سے خارج رہیں گے۔ اور اس طرح اگر وجود خارجی فقط مقصود ہو تو بعض
 موجودات ذہنی پر شے ہونا صادق نہ آئے گا۔ پس مقرر یہ ہے کہ شے وہ ہے
 جو حقیقت امکانی رکھتی ہو خواہ ذہن میں پائی جائے یا نہ خواہ خارج میں
 پائی جائے یا نہ اوس کا خالق خدا ہے موجود بالفعل کا بالفعل اور موجود بالقوہ
 کا بالقوہ اب کلام اضافات میں باقی رہا یعنی مثلاً فعل بندے کا کہ وہ واقف
 کرنا ایک امر کا ہے یا وہ بھی شے ہے یا نہیں مثل ایک بت بنانے کے پس
 وہ بت جو وجود عینی خارج میں رکھتا ہے بے شک ایک شے ہے اور خلق
 حقیقی یعنی عدم سے وجود میں لانے والا اوس کا خدا ہے اور وہ فعل

اور ایقلع ارتکاب کا جو بت بنانے والے سے ظہور میں آیا ایک نسبت اضافی ہے کہ خارج میں وجود معین نہیں رکھتی۔ زیادہ تصریح اسکی یہ ہے کہ مثلاً ایک ظالم نے ناحق کسی مظلوم کو قتل کیا اور مظلوم مر گیا پس سلب اوسکے حیات اور موت کو عارض کرنا اوسپر فعل خدا ہے اگر یہ ظالم قتل نہ کرتا تو وہ اور طرح اوسکو مارتا ظالم اپنے فعل ناحق پر مظلوم ہے باقی رہا یہ کہ موجود ذہنی اور نسبت اضافی خارجی پر بھی وجود صادق ہے گو خارج میں معین و مشخص نہیں اس اعتبار سے تو لاشے کو بھی شے کہہ سکتے ہیں مگر ویسا ہی حال ہے جیسا تقسیم تصور میں لکھا ہے کہ بال بشرط حکم ہے اور وہ تصدیق ہے یا بشرط لاحکم اور وہ تصور سازج ہے اور مقسم ان دونوں کا بال بشرط ہے یعنی مطلق تصور کرنے اوسمیں شرط وجودی ہونہ عدلی حاصل یہ کہ اصطلاح شرع میں شے وہی ہے جو خارج میں وجود امکانی رکھتی ہو اور ایسی سب شیا کا خدا بالقہ ہے استغفر اللہ تقریر کہاں سے کہاں پہونچی فائدہ ایک بحث یہ ہے کہ فعل بندوں کے اختیاری ہیں یا اضطراری۔ عامہ کہتے ہیں کہ کچھ اختیار کچھ نہیں۔ اور ظاہر کہ یہ خلاف طریقہ امتحان ہے اور توڑ اختیار جو کافی نہوا اختیار نہیں کہا جاتا۔ اور قدر یہ کہتے ہیں کہ جو خدا نے مقرر کر دیا بندہ خلاف اوسکے نہیں کر سکتا اور یہ صریح بے اختیاری پر دلیل ہے اور جو یہ کہتے ہیں جبوقت جو چاہتا ہے ظہور میں لاتا ہے بندہ کو کچھ اختیار نہیں یہ قنین مذہب مخالف حق کے ہیں کسواسطے کہ اللہ تعالیٰ حمید الفعال ہے اور قبح و عیب و نقص و عیب اوسکی نسبت مستغ و محال ہے اگر بندہ اپنے فعل کا مختار نہوا امتحان اوسکا صحیح نہیں ہو سکتا حالانکہ لفظ اسی کریم

هُوَ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ وَعَمَّا يُعْجِبُ مَوْتَ
 و حیات ایسے میدان کی ہے کہ آزمائے کون کا مومن میں اچھا ہے۔ امتحانِ اسلام
 ہے اور مجبور کا امتحان لینا خلاف سنت و گمراہی اور جو کام کوئی آپ کر کے مطیع
 اور مستحقِ رضا و مہربانی ہے نہ یہ کہ کافر کو خدا کا ذکر کرے اور جب وہ کفر
 اختیار کرے تو ملامت و عذاب پائے اور اس طرح ہر فعل بشر طاعت و طغیان
 کے واسطے کہ جو خدا چاہتا ہے بندہ کرتا ہے ہر معصیت کچھ نہ ہے گی اور طاعت
 عصیان دروغ ٹھہرے گا بلکہ جو کام خود کرتا ہے ہنسا اور سکا بندوں کی ہر
 صیغہ نہوگا اور معذرتِ شریعتین قائم کرنا اور انبیاء کو مبعوث اور صیاء کو منصوب فرمانا
 کتابوں کا بھیجا عبت قرار پائے گا بلکہ جب کافر مطیع ہوگا تو مانع کفر عامی
 ٹھہرے گا اور جو زہرِ لون مطیع ٹھہرے گا تو رضا اور سببِ نفع و فائدہ اور
 جائیگی اور جب ہر ثواب و عقاب بحسب طاعت و معصیت پر نہ ہوگا
 تو بے عہدہ و وعید سب دروغ کہا جائے گا نفوذِ بادشاہ من و ملک پس تحقیق یہی
 جو کتابِ ستر شاہ و تحقیق العقائد و متنِ متین و ہر یہ اثنا عشرہ ہیں مبنی ہیں
 خلاصہ اور سکا یہ ہے کہ دعوتِ ازلی میں بندے ارادے پر اپنے فرمانے
 اور ارادہ اور سکو کہتے ہیں کہ بلا وجہ و امرِ سب قدرت میں سے ایک اختیار
 کر لیں اور یہی بنا امتحان کی ہے جسے طاعت پر میل کیا و مبدم توفیق پائی
 اور وہ توفیق ذریعہ حسنات ہوئی اور جسے معصیت پر رغبت کی سبب
 اپنی نالائقی کے توفیق سے محروم ہو کر دوباراً فائدہ اگر کوئی کہے کہ سزا
 و شقاوت جو خدا نے دی بندوں کے ارادے و اختیار ہی پر سہی ہے کہ
 خلاف اور سکے نہیں ہو سکتا شریعت سے کیا فائدہ ہے رجواب یہ ہے کہ

فی الواقع افعال و احوال بندوں کے جو دنیا میں ہونے والے ہیں جناب
 باری تعالیٰ نے خط تقدیر میں واسطے اظہار اپنے علم و کمال کے لکھ دیے
 ہیں مگر وہ امر تقدیری ہے نہ تکوینی یعنی تقدیر کو وہ خود تغیر دے سکتا ہے
 والا قدرت کاملہ ثابت نہ ہو بخلاف تکوین کہ اوس میں اظہار قدرت ہی مقصود
 اور منافی و مخالف مقصود روا نہیں ہو سکتا لقولہ تعالیٰ اِنَّمَا اَمْرٌ اِذَا
 اَرَادَ شَيْءٌ اَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ یعنی جسے خدا کہنا چاہتا ہے کہ
 ہو جاو جاتا ہے اور خلاف تکوین تکوین ثانی ہے کہ مبنی بر مصلحت ہوتی ہے
 جسے کہ تغیر تقدیر جسکو بدی کہتے ہیں - اور یہ دارالامتحان محل اتمام حجت
 ہے اگر یہاں ہدایت نہوتی تو بندے ملزم و محبوب نہوتے چنانچہ اللہ تعالیٰ
 نے حجت بخت میں فرمایا ہے لَسْأَلُكَوْنُ لِلنَّاسِ حُجَّةٌ عَلَى اللّٰهِ بَعْدَ
 التَّوْسُلِ یعنی اس واسطے پیغمبروں کو بھیجا کہ انکے ہوتے ادا کرنے عذر و حجت
 خدا پر نہ لائیں اور کمال کر ہی اور رحیمی یہ ہے کہ دعا و توبہ کو قائم مقام راز
 اذلی بندوں کا کیا ہے یعنی شقاوت کو سعادت سے بدل دیتا ہے لقولہ
 تعالیٰ يَحْيُو اللّٰهُ مَا كَيْشَاءُ وَيُثَبِّتُ وَحِنْدَهُ اَمْرَ الْكِتَابِ یعنی یہ
 چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور لکھ دیتا ہے فائدہ کوئی یہ نہ سمجھو کہ بحجۃ
 اثبات بلا استحقاق روا ہے کس واسطے کہ خدا حکیم و عادل ہے جسکو اللہ تعالیٰ
 جانتا ہے ویسا ہی کرتا ہے اور یہ قضیہ مسئلہ ہے کہ اسکا کوئی منکر نہیں
 وہو المقصود - پھر فرمایا لَا شُبْهَ لَكَ وَلَا ضَلٰلَکَ وَلَا تَدَّکَ وَلَا تَقُوْ
 لَکَ لَرَّیْحٰنٌ صَاحِبَةٌ وَلَا وَاَدَّ اَنْکَ کوئی مثل ہے نہ مقابل نہ ہمشیر نہ
 اور نہ رشتہ دار نہ بی بی رکھتا ہے نہ کوئی بیٹیا یعنی ہونا ان امور کا شان

مخلوق اور وہ اپنی یکتائی میں ان امور سے پاک ہے فائدہ ہر خیر
 فقیر حقیر نے ان کتابوں میں جنکا اشارہ اوپر کہیں کہیں ہو گیا اور سب کتابوں
 میں اور حبل المتین و مقصد قصویٰ اور عروۃ الوثقیٰ و صراط المستقیم
 سب احسن الکتب کو بھی شرح و بسط لکھا ہے اور یہ رسالہ تحمل ذکر ان
 مقاصد علیا کا نہیں مگر دو کلمہ مختصر درج کرتا ہوں مذہب حق یہ ہے کہ کمال
 واجب تعالیٰ مجہول الکنہ ہے کہ واسطے کہ تعریف اشیا بقیاس امثال و ضد
 ہوتی ہے اور مسلم یہ ہے کہ نہ کوئی اوسکا مثل ہے نہ ضد بلکہ جو غیر اوسکا
 کیجئے مفد و ر و محکوم و مخلوق اوسکا ہے پس وہ مشابہت سے مطلق پاک
 ہے اور شان کیسی اوسپر صادق نہیں ہوتی اور اسی جہت سے مقرر ہے
 کہ بسط ح ذات اوسکی تمام عالم سے متعارف ہے شان اوسکی سب اکا شان
 متعارف پس ایمان اجمالی یہ ہے کہ وہ اکمل و اقدس ہے فقط اور خبریات صحیحہ
 پیش رویت چشم اسی کلیہ سے صیرح البطلان ہے اور تفسیر آیات قرآنی و
 احادیث نبوی زبان و زبانی علم پر معتبر ہے اور دین خدا کو معرکہ الایمان
 لا ہوا محض انا زندہ و الحاد ہے معاذ اللہ منہما۔ پھر حضرت سید محمد
 و ابن محمد حبشہ و رسولہ و آمینہ و صغیرہ من خلقہ سید المرسلین
 و خاتم النبیین و افضل الانبیاء لا ینبئ بعدہ ولا تبدل الملیۃ
 ولا تغیر الشریعہ اور تحقیق یہ ہے کہ جناب محمد مصطفیٰ ابن عبد اللہ ابن عبد
 المطلب بن ہاشم ابن عبد مناف قرشی النسب کی المولدہ فی السکن و
 المدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندہ خدا و رسول خدا اور امت دار حکم خدا
 و برگزیدہ خلق خدا و سردار انبیاء صاحب شرع اور خاتم و آخر جمیع انبیاء

خدا اور بہتر اور برتر سب مخلوقات سے ہیں اور انکے بعد نبوت منقطع
 ہوئی کوئی نبی نہوا نہوگا اور انکے دین و شرع میں خشت تک فرق کیسے
 کا اور بدلنا کسی حکم کا خدا کی طرف سے ممکن نہیں فائدہ بندہ کہنے سے
 غرض یہ ہے کہ کوئی خدا نہ سمجھے جیسا انصار نے حضرت عیسیٰ کو اور یہود
 نے حضرت عزیر کو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھا استغفر اللہ اور رسول اس واسطے
 فرمایا کہ مرتبہ رسول نبی سے زائد ہے چنانچہ ترجمہ میں اشارہ ہوا اولقب
 بھی حضرت کا رسول اللہ ہے۔ اور امین سے اشارہ یہ ہے کہ لفظ آئمہ
 کریمہ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحٰی یُوحٰی آنحضرت بدون حکم خدا
 کچھ بولتے ہی نہ تھے۔ فائدہ عامہ کہتے ہیں کہ یہ شان حضرت صرف
 تبلیغ میں تھی نہ ہر گفتگو میں چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ عبدالعزیز دہلوی
 نے لکھا ہے کہ حضرت نے بسبب فرط محبت قرابت و جبرئیت جناب امیر علیہ
 السلام کے حق میں اکثر حدیثیں فرمائی ہیں۔ سبحان اللہ یہ بدعتیہ کی آنحضرت
 سے ہے اور یہ سوچنا نہیں کہ اگر باس قرابت ہی ہوتا تو اور اقربا بھی
 تھے بنی عم فرزدان امیر حمزہ البسران ابو طالب و عباس و غیرہم اور یہ
 مسلمان بھی ہوئے اور اعمام میں حمزہ و عباس۔ اور مصاہرت میں ہمارے
 نزدیک جو ذوالنورین ہیں اور اسطرح بہت اقربا ہی آنحضرت مثل زبیر ابن
 العوام حمزہ راجحی و سعد بن وقاص مامون زاد بہائی کے اور اکثر لڑکے
 اور وہ رشتہ دار جو کافر رہے تھے۔ اگر حضرت کو باس قرابت ہی ملحوظ
 ہوتا تو کچھ کچھ اوروں کے حق میں بھی قریب انکے فضائل کے فرماتے
 اور بے حکم خدا اگر کچھ فرماتے تو مطلق اتباع حضرت واجب نہوتا اور اگر

وَمَا مِنْ نَفْسٍ كَرِهَتْ أَنْ يَخْلُقَ اللَّهُ أَصْطَفَىٰ آدَمَ وَلَوْحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ
 وَآلَ عِمْرَانَ ذُرِّيَّتِهِم مِّنْ بَعْضِ الْأَيَّاتِ كَيْفَ بَرَكَزِيدُ كُفْرَتِ بِتَابِ
 كَرْتِ هِنِ اُورِ حَدِيثِ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى مِنَ الْعَالَمِيْنَ وَلِدا دَمِ وَمِنْهَا
 قُرَيْشًا وَمِنْهَا بَنِي هَاشِمٍ اَهِ مَوْدِ اَوْ سَكِي هِي خِلَاصِ دُونِ وَنَوْنِ كَا بِهِي هِي
 كِه اَللّٰهُ تَعَالٰى نِي نَامِ خَلْقِ سِي سَبِي اَدَمِ كُو سَبْدِ كِيَا اُورِ اَوْ نِيْنِ سِي اَدَمِ
 وَنُوحِ وَآلِ اِبْرَاهِيْمِ وَآلِ عِمْرَانِ اُورِ اَوْ نِيْنِ سِي قُرَيْشِ اُورِ اَوْ نِيْنِ سِي سَبِي اَبْنِ كُ
 اُورِ عَامِ سِي مُرَادِ خَاصِ هِنِ چِنَا نَجْمِ مَحْضِ اصْطِفَا اُورِ حَدِيثِيْنِ هِنِ كِه رَسَاكِلِ
 سَابِقَةِ الْاَنْبِيَا۟ مِنْ نَبِيِّنَ كُو سَبْدِ كِيَا اَللّٰهُ سَبْدِ لَقَبِ اَنْخَفَرْتِ هِي اُورِ نِيْزِ خَاتَمِ اُو
 جِبْهَةِ اَنْبِيَا۟ كِه اِمَامِ مَبُودِ اِي كَرِيْمِ اَصْطِفَا سِرْدَارِ عَالَمِ هُوْنِيْ اُورِ مَسْلِيْنِ
 اِيْنِ سِي هِي مُغْزِ وَ مُمْتَازِ رِهِيْ هِي سَبْدِ الْمَسْلِيْنِ سَبْدِ الْعَالَمِيْنِ هُوْنِيْ اُو
 وَ لِيْلِ سِي مَاوْتِ اُورِ خْتَمِ نُبُوْتِ اِيْكِ يِهِي هِي كِه اَنْخَفَرْتِ مَطْلَعِ مَحْضِرَاتِ كُلِّ اَنْبِيَا
 وَ مَطْلَعِ كِرَامَاتِ بِلِيْ اَنْتَهَا تَهِيْ اُورِ اَوْ صِيَا۟ سِي نَامِدَارِ وَ صِلَا۟ سِي اِبْرَارِ اِلِيْ يَوْمِ
 الْقِيَامَةِ مَصْدَرِ اَحْمَا زِ وَ مَوْرِدِ كِرَامَتِ هِنِ فَا تَكْ لَا نَفِيْ نُبُوْتِ بَعْدِ حَضْرَتِ
 ثُبُوْتِ خْتَمِ سِي ظَا هِرِيْ اُورِ سَبِي مَتَوَاتِرِ كِرَوَاتِ شَرِيْفِ سِي اَبْنِ كُو كُو نَبِي
 كِي جِبْهَةِ پَا بَا نَكِيَا اُورِ اَتْنَا فَا مِلْكِيْ دَر مِيَا نِ دُو پِيْمِرِ وَ نِ كِي نِهِيْنِ هُوَا
 اُورِ اِيْ سِي جِبْتِ سِي بَقَا۟ سِي مِلْتِ اِسْلَامِ اِلِيْ يَوْمِ الْقِيَامِ نَابِتِ هِي سِي پَر
 تَحْمِيْلِ نَفَا يَا وَ اِنْ جَمِيْعِ مَا جَا۟ يَدِ مُحَمَّدٍ هُوَا الْحَقُّ الْمُبِيْنِ نَقْدِ بِلِيْ
 وَ جَمِيْعِ مَا مَضِيْ مِنْ قَبْلِهِ مِنْ اَنْبِيَا۟ اَللّٰهُ دَرُ سَلِيْمِ وَ حِيْجِ اُورِ جَو كِبِيْ اَحْكَامِ
 حَضْرَتِ لَانِيْ هِنِ سَبْحِ هِنِ اُورِ حَقِ اُوْنِ سِي ظَا هِرِ هُوَا هِي اِمَامِ اَوْنِ سَبْ كُو
 مَانْتِيْ هِنِ اُورِ حَضْرَتِ سِي پِيْلِيْ جَو پِيْمِرِ مَحْبُتِ خُصَالَانِيْ هِنِ اَوْنِ سَبْ كُو

جو حق جانتے ہیں فائدہ حاصل یہ ہے کہ سب احکام خدا جو ایسا
 سلف اور اونکے اوصیاء نے اپنی امتوں کو بتائے تھے وہ بھی حق تھے
 اور جو کچھ آنحضرت نے پونچھا ہے خواہ مطابق بعض احکام سابقہ ہوں یا
 سب برحق ہیں اقرار تصدیق حضرت شامل ہے سب کی تصدیق کو اور
 اگر کوئی معترف حقیقت حضرت ہو اور کسی پیغمبر کی پیغمبری میں انبیاء سلف
 سے اونکے زمانے تک شک یا انکار رکھے تو مسلمان نہیں اور یہ مسئلہ اتفاقاً
 ہے چنانچہ عقائد عامہ میں امانت باللہ مشہور ہے اگر اوسمیں اعتقاد تقریر
 خیر و شر مثبت الہی پر نہ کہیں اور معانی و لوازم توحید و نبوت و احکام میں
 انحراف و تصرف نہ کریں تو بعینہ سب ایک ہے پہر اتمام فرمایا و تصدیق بکتابہ
 الناطق الصمد الذی لا یاتید الباطل من بین ید ید و لا من خلفہ
 وان کتابہ مبین علی الکتاب کلہا واثہ حق من فاتحہ الی خاتمہ تو من محکمہ
 و متشابہہ و خاصہ و عامہ و وعدہ و وعیدہ و ناسخہ و منسوخہ
 و قصصہ و اخبارہ لا یقدح احد من المخلوقین ان یاتی بمثلہ
 اور ہم مانتے ہیں حضرت کی کتاب کو کہ قرآن شریف ہے حق کو ظاہر کرنے والا
 اور کلام راست ایسا ہے کہ کسی طرف دروغ انھیں نہیں آسکتا اور وہ
 اگلی سب کتابوں کے احکام حقہ کا حاوی و جامع ہے اور اول سے آخر تک
 سب حق ہے ہم ایمان رکھتے ہیں اوسکے حکم ظاہر و غیر ظاہر پر اور خاص
 و عام و وعدہ ثواب و وعیدہ عقاب و ناسخ و منسوخ و قصص و اخبار
 مجملہ و مفصلہ پر اور مخلوقات میں سے کسی کی طاقت نہیں کہ ایسا کلام کہہ لائے
 فائدہ لا مشہور یہ ہے کہ کتب سابقہ یعنی نوریت موسیٰ و ابراہیم علیہ السلام

اور زبور داؤد و صحف ابراہیم و صحف آدم و صحف دیگر انبیای کرام
 قرآن شریف سے بالکل منسوخ ہو گئی چنانچہ شیخ سعدی نے نعت میں
 کہا ہے یہ یقینی کہ ناکردہ قرآن درست نہ کتب خانہ خند ملت شہت
 مراد اس سے یہ نہیں کہ کل احکام اونکے باطل اور کل اخبار و آثار غلط
 ہو گئے ہوں بلکہ اس کلام معجز نظام سے ظاہر ہے کہ جو اخبار و احکام
 سابقہ جائز رہے ہیں اتباع اونکا بجا الہ اعتماد قرآن میں واجب ہے
 اور بخواسی لا رطب ولا یابس الا فی کتاب میں سب تر و خشک جزو کل ہی
 قرآن مجید میں موجود ہے مگر آیات اسکے دس قسم ہیں کہ ذکر اونکا
 ہوا۔ اور قصص و اخبار میں یہ فرق ہے کہ قصہ خبر گذشتہ ہی کو کہتے
 ہیں اور بلحاظ تفصیل حدیث تفسیر قید مجمل و مفصل و کواب و عقاب
 میں ہوتی۔ اور عجیب مخلوقات اسکے مثل کہ لانے سے بدلیل نص قرآنی
 و قصہ سیلہ کذاب و واقعات منکرین سے ثابت ہے اور طریق استدلال
 راہ باطل یہ واضح ہے کہ بخواسی کریمہ لا یعلم تاویلہ الا اللہ والواحد
 فی العلم آیات متشابهہ تفسیر انہیں پر منحصر ہے جنکو رسوخ علم ہوا
 عالمہ علمای امت مراد رکھتے ہیں مگر یہ دعویٰ بے دلیل ہے کسواسطے
 کہ رموز آئینہ پر وارسی مخلوقات بسبب مجاہبت و مفارقت ہر جگہ ممنوع
 ہے اور یہی دلیل سب کے تصور ادراک پر کنہ ذات و ماہیت صفات
 میں جناب اقدس الہی کے مقدم ہے پس احتمال ادراک رموز کلام اللہ
 مجر وادعا ہوا البتہ اگر فیضان قدسی دلیل راہ ہو سو وہ عوام میں معلوم
 اور بالعرض اگر تصور کرین تو پایہ اعتماد سے ساقط اور ایک امر مہموم

ہاں یہ قول نبی معقول و مقبول ہو گا کہ علما کو مرتبہ حجت خدا ہونے کا وسیلہ
 اور وہ منحصر ہے صحت و طہارت پر اور یارون کا یہ حال ہے کہ انبیاء
 کرام علیہم السلام کو معصوم نہیں جانتے پس بدیگرے چہ رسد اب یہ ہے
 کہ انکے اصول پر قرآن شریف معرکہ الاراہوا جس عالم کو حبیبی سوچی کہ
 چنانچہ اسی جہت سے انکے ائمہ اربعہ میں اختلاف کلی ہے کوئی چوبے اور
 بلی اور گیدڑ کو حلال جان کر کہتا ہے کوئی شراب عصارہ انگور و خرمیتا
 اور کوئی شطرنج کہلاتا ہے کوئی غلام زر خرید غلام سے کہتا ہے اور زمین
 معلوم کہ یہ اجماع باوصف الکافر نفس خلافت زبان پیغمبر سے انکا اتباع کس
 دلیل سے وجہ و حق جانتے ہیں اور طرفہ یہ ہے کہ تابع اور غیر تابع ایک
 دوسرے کو برحق بھی کہتے ہیں اور انکے اجتہاد و فتویٰ پر عمل بھی نہیں کرتے
 اور قول جامع انکا یہ ہے کہ مثلاً ایک چیز کو ایک امام نے انکے حرام بتایا
 اور دوسرے نے حلال قیسرے نے مکروہ چوتھے نے مباح تو حق ان
 چاروں میں دائر رہا اور انکو نہ کہلا پس مقتدی چاروں کے حق پر ہیں اور اگر
 کا مقتدی اطاعت ہر دوسرے کے کرے تو عاصی ہو سجان اللہ لازم باین
 فاش کس قدر اضا و نقائص کو جمع کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ حق ایک ہی
 ہوتا ہے فقط اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ
 فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ سُبُلٌ هِيَ رِجَالُ
 میرا سید ہا ہے اسکی پیروی کرو اور راہوں پر بچلو کہ تلو و دروڈ الینکے زنا
 تو ضیع اس مقام کی تحقیق العقائد و توفیق میں ہوئی ہے آدم ہر اصل مطلب
 کہ ان صاحبوں پر یہ حدیث صادق من فسر القرآن برائہ فقد کفر

فائدہ مذہب اثنا عشریہ میں ائمہ اثنا عشر کو اوصیای پیغمبر آخر الزمان و جمل
 وحی و قرآن و ہادی است جانتے ہیں اور تسلط ارض کو شرط خلافت نہیں سمجھتے
 کیونکہ یہ منصب الہی ہے مثل نبوت یعنی نیابت نبوت ہے اور نبوت میں جو
 شرطیں ہیں مثل عصمت و طہارت و اعجاز و نقص و فضیلت و دعوت این
 سب ہیں صرف فرق وحی و درمیان میں معتبر ہے اور علم ہر ضروری کا حسب
 منجانب اللہ جائیے اولیٰ جو جلی ہے وہاں درمیان وحی و القادر و یار و
 ہے میان فقط تعلیم و ارشاد پیغمبر کافی نہیں تفسیر و تاویل قرآن حضرات معصومین
 سے جو ہوگی بموجب علم لدنی ہوگی اور اگر سب معصوم از منہ متفرقہ میں ایک است
 کی تفسیر کرینگے سب کے اقوال کا مضمون واحد ہوگا اور تمیز موارد و محال حدیث
 البتہ متعلق بہ تحقیق ہے حسب طرح احتمال وضع و الحاق و رفع عن التفتیح و التیق
 بہ تحریر و سرما و ان الدلائل بعدہ و حجتہ علی المؤمنین و القائم بامور
 المسلمین و الناطق عن القرآن المبین و العالم باحكام اخوة و
 خلیفہ و وصیہ و ولیہ کان منہ بمنزلہ ہارون من موسیٰ علی ابن
 ابی طالب امیر المؤمنین و امام المتقین و افضل الوصیین بعدہ الحسن
 و الحسین و علی بن الحسین و محمد بن علی و جعفر بن محمد و موسیٰ بن جعفر
 و احد بعد و احد الی یومنا ہذا القبا تر حشرۃ الرسول و اعلم بالکتاب
 و السنۃ و اعد لہم فی القضاۃ و اولیٰہم بالامامۃ فی کل دہر
 و عصر و انہم العرۃ الوثقی و ائمد الہدی و الحجۃ علی اہل الدنیا الی
 ان یورث اللہ الارض و من علیہا و ہو خیر الوارثین اور ماہنامہ
 جیمہ و محبت خدا و مؤمنون پر اور سب مسلمانوں کے کاموں میں سرانجام

بہر تحریر

دینیہ والے اور میرا حق قرآن کلام لرنے والے اور عالم احکام قرآن مختصر
 کے بہائی اور نائب قائم مقام اور ذمہ دار اونکی ہر وصیت کے اور وہ
 مددگار اونکے کہ حضرت کے پاس ایسے تھے جیسے حضرت موسیٰ کے ہیں حضرت
 ہارون بہائی اور وزیر و خلیفہ اونکے تھے جناب علی مرتضیٰ بیٹے ابوطالب کے
 ہیں کہ حاکم مؤمنان کے اور پیشوا برہنہ گارون کے اور بہتر سب قائم مقام
 سے اور پیغمبروں کے ہیں اور بعد اونکے حضرت امام حسنؑ بہر امام حسینؑ بہر
 حضرت امام زین العابدینؑ بہر حضرت امام محمد باقرؑ بہر حضرت امام جعفر صادقؑ
 بہر حضرت امام موسیٰ کاظمؑ ایک کے بعد ایک جگر فتک اور تھارے وقت تک نقیب اولاد
 پیغمبر اور سب سے زیادہ اولین جانتے والے حکم قرآن و طریقہ آخر الزمان
 کے اور سب سے زیادہ منصف فیصلہ میں جو کڑوں کے اور سب سے زیادہ لائق
 امامت و پیشوائے ہر زمانہ ہر وقت میں ہیں اور یہ مضبوط وسیلہ ہیں بکڑنے
 کو اور پیشوائے راہ راست و حجت خدا تمام دنیا پر ہیں تا آنکہ اللہ تعالیٰ و فرخ
 زمین قائم کرے اور وزارت اہل زمین ہو اور خدا سب وارثوں سے بہتر ہے
 فَاِنَّ لَا قُرْآنَ مَجِیدَیْنَ اَبَاہِیْ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ
 رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الرَّسُوْلِیْنَ اس سے بطریق منقول ثابت ہے کہ حضرت
 پر پیغمبری ختم ہوئی اور نہ فرمایا خدا نے اس جگہ خاتم المرسلین کے واسطے کہ نبوت
 عام ہے رسالت سے ختم عام مستلزم ختم خاص ہوتا ہے نہ بالعکس چنانچہ
 اوپر بیان ہوا اشارہ یہ تھا کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی رسول نہیں
 ہوتا پس بعد ختم نبوت بقای حجت و تاقیٰ خلیف ضرور حسی عقلاً و نقلیاً تھا
 ان حضرت سے متفصّل ہوئی اور اس طرح کہ سب کے دلائل و قیاسات لیکھ کر

عَلَيَّ الدِّينِ كُلِّهِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى يَكُونُ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ غَايَةُ لُبُّثِ أَنْ حَضَرَ
 عَهْدَ حَيَاتِ ظَاهِرِي مِّنْ حَاصِلِ نَهْوِيْ جَنَابِهِ آجِ تَنَكُّ دُنْيَا مِّنْ بِيْهِ دِيْنِ هَرِّ جَلْبِهِ
 جَارِي نَهْيِنِ هُوَ اِبْلَكُهُ فَالْبَالُ بَعْضِ اطْرَافِ وَ اَكْنَافِ وَ جِبَالِ سَابِقِهِ مِّنْ اَوَارِافِ
 اِسْلَامِ هِيْ نَهْ يَهْوِجَا هُوَ اَوْرِيْهِ تُوْ مَعْلُوْمِ سَهْ كِهْ بِلَادِ اِسْلَامِ مِّنْ هِيْ هِنُوْ زُوْ
 كُفْرِ بَاقِيْ سَهْ پَسِ بَقَا مِيْ حِجْتِ تَا حَصُوْلِ غَايَةِ وَ اَحْبِ هُوَ - اَوْرِ ثُبُوْتِ اَوْسِ
 حِجْتِ نَا طَلِقِ كَا لَمِيْ شُرْطُوْنِ پَرِ مَوْ قُوْفِ سَهْ اِيْكَ يَهْ كِهْ وَ هِ حِجْتِ نَبِيْ هِنُوْ دُوْ سَرِ
 يَهْ كِهْ مَدَارِ فِ بَا طِلِ وَ مَقِيْمِ حَقِّ هُوْ تِيْسَهْ يَهْ كِهْ سَبْ پَرِ غَالِبِ اَوْ سَهْ لِقُوْتِ قَدَسِ
 چُوْ تَحْ يَهْ كِهْ مَقْصُوْصِ هُوْ حِجْتِ اَلْهِيْهِ پَرِ بَا نَجُوْنِ يَهْ كِهْ دِيْنِ اِسْلَامِ مِّنْ تَغْيِيْرِ نَكْرَهْ
 پَسِ چَا بِيْئِهْ كِهْ وَ هِ نَائِبِ رَسُوْلِ مَقْبُوْلِ هُوْ فَا ئِدْ كَا اِ سِيْ حِجْتِ سَهْ اِسْتِغَاثِ
 كِتَابِ مَجِيْدِ مِّنْ فَرْمَا يَهْ اَطِيعُوْا اللّٰهَ وَ اَطِيعُوْا الرَّسُوْلَ وَ اَوَّلِيْ اَلْاَمْرِ
 مِثْلُكُمْ يَنْعَى اطَاعَتِ كِرُوْ تَمَّ خَالِكِيْ اَوْرِ اطَاعَتِ كِرُوْ تَمَّ سِيْرِكِيْ اَوْرِ اِسْنَهْ حَاوِلِ
 كِيْ اَوْرِ تَفْسِيْرِ اِسْ اِيْتِ كِيْ حَدِيْثِ نَبَوِيْ سَهْ يُوْنِ هُوْ ئِيْ مِّنْ مَّائَتِ وَ لَوْ بَعِيْ
 اَمَامِ زَمَانِ مَّائَتِ مِيْتَهْ جَاهِلِيَّتِهْ يَنْعَى جُوْ كُوْ ئِيْ مَرِ جَا ئَهْ دَرِ حَالِيْ كِهْ اَمَامِ قُوْتِ
 كُوْنِهْ پِچَانَتَا هُوْ مَوْتِ جَاهِلِيَّتِ سَهْ مَرِهْ گَالِ پَسِ مَعْلِيْمِ هُوَا كِهْ وَ هِ اَمَامِ حِجْتِ اِذَا
 هِيْ بَعْدِ اَنْخَفَرَتْ كِهْ حَسْبِيْ اطَاعَتِ قُرْآنِ سَهْ فَرَضِ هُوْ ئِيْ اَوْرِ مَسْكُرِ اَوْ سَكَا كَا
 هُوَا فَا ئِدْ اَبْ كَلَامِ اَسْمِيْنِ هِيْ كِهْ بَعْدِ اَنْخَفَرَتْ كِهْ اَمَامِ كُوْنِ هِيْ اَوْرِ فَرَا غُطِ
 مَقْصُوْدِ كَسِ مِيْنِ ثَابِتِ هُوْ ئِيْنِ مَعْلُوْمِ هُوَا كِهْ اَخْتِلَافِ اَوَّلِ اِسْ اِيْتِ كَا اَمَامِ
 هِيْ مِيْنِ سَهْ پَسِ مَوْ ذِ هَبْ شُرِهْ اِيْكَ اِلَسْنَتِ جَاعَتِ اَوْرِ اِيْكَ شِيْخِهْ عَلِيْ
 فَرَقَهْ اَوَّلِ نَهْ فَرُوْرَتِ اَمَامَتِ هِيْ مَانِيْ اَوْرِ مَعْرِفَتِ هِيْ اَوْ سَكِيْ وَ اَحْبِ جَانِيْ
 مَكْرُ فَقَطِ اِسْلَامِ پَرِ قِنَاعَتِ كِيْ اَوْرِ عَمَلِ اَمَامِ اَزْ رُوِيْ اِحْتِمَا دُوْ اَسْجَمَا كُوْ خِلَافِ

طریقہ نبی اور زیادتی قرآن پر ہو اور طرفہ یہ کہ اپنے امام کو معصوم و افضل ہونا
 بھی شرط نہ کرنا اور ضرورت نفس پیہر ہی شیعہ بلکہ اتفاق آپس کا اور اس کے نصب
 و عزل میں کافی جانا اور جابل سے قطع نظر اس کے منکر و محارب و مقاتل
 کو بھی کافر و بیدین نہ کہا ہر چند جمع اضداد و نقائص ہو پڑا ہو جیسا کہ عدم عفا
 پر لزوم موت جاہلیت بھی مانتے ہیں اور منکر و مقاتل کو کافر ہی نہیں جانتے
 اور غرور و طاعت و سبھی سمجھتے ہیں اور فسق و ظلم سے قابل عزل ہی نہیں کہتے لعلہم
 ولا یغزل الامام بالفسق الی الخرج من طاعتہ اللہ والجد الی الظلم
 علی عباد اللہ یعنی شرح تفتازانی میں لکھا ہے کہ امام فاسق و ظالم ہو تو بھی امانت
 سے موقوف نہ ہوگا اور نص نبی سے جو استغنا ظاہر کرتے ہیں اور امت کے اتفاق
 پر یہاں تک کہ قریب شخص ہوں جیسے خلیفہ ثالث کو ان کے خلافت ہوئی حصر رکھتے ہیں
 اس بات میں ایک شعر فقیر کا بلاغ حسین میں بہت برجستہ ہوا ہے یہی عقل و دماغ
 نہی منصفی یہ خلیفہ کی کتابنا کے کوئی یہ اور زیادہ بیان ان لطائف شریف کا باب
 متذکرہ بالا میں خاموش کیا ہے۔ اما فرقہ دوم نے پانچوں شرطیں حضرات ائمہ
 اثنا عشر میں پائیں اور اولیٰ و اولیٰ و خلفاء حضرت وحجت جناب العزت و امام
 امت جانا بالکمال تطبیق اس مذہب کی شرائط و مقاصد مذکورہ سے پانچ فصلوں میں
 ظاہر ہوگی فصل اول بنی ہونا امام کا ظاہر ہے کہ کسی نے ائمہ اثنا عشر میں سے
 دعویٰ نبوت خفیہ و علانیہ نہیں کیا اور نہ کہی یہ کہہ لیا کہ فلان امر زانیہ پیہر میں
 جائز اب ہم ناجائز کرتے یا بالعکس بخلاف شیخ صاحبون کے کہ ہمیشہ حکم بالراہی دیتے
 اور بیان اسکا مجمل افضل خیم میں آئے گا

فصل دوم دفع باطل و اقامہ حق خود حضرت معصومین کے اعمال و افعال

واحکام سے پیدا ہے اگر کوئی کہے کہ حکم انکا جاری نہواہم کھینکے جیسا وجود شے
 کو وجدان لازم نہیں اجرائی حق کو جریان ضرور نہیں کیا نہیں معلوم کہ تبلیغ انبیاء
 سلف کس طرح کی ہدایت پر ہوتوں نے ضائع کی چنانچہ اللہ تعالیٰ قول حضرت
 نوح سے حکایت فرماتا ہے قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَنَهَارًا فَلَمْ
 یُؤَدُّ عِوَدًا لِّیْ اِلَّا خِزَارًا وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُھُمْ لِتَعْفِیْھُمْ جَعَلُوْا اَصْحَابًا لِّیْ
 فِیْ اَذَانِھُمْ وَاسْتَعْصَمُوْا بِھُمْ وَاَصْرًا وَاَسْتَلْبِیْزًا اَنْتَ اِنِّیْ دَعَوْتُ
 جَعَلْتَ اَلْقُرْاٰنِیْ اَعْلٰنَتْ لِّھُمْ وَاَسْرَرْتُ اِسْرَارًا فَاَقْلَسْتُ اِسْتَعْصَمُوْا اِنَّہٗ
 کَانَ عَقَارًا اَلٰہِیْنِ حضرت نوح نے عرض کیا کہ اہی تینے اپنی قوم کو رات دن
 دعوت و ہدایت کی اور سوا بھاگنے کے کچھ حاصل نہوا اور جب قدر یعنی اونکو
 سمجھایا کہ نوا اونکو بخشے اونہوں نے اپنے کانوں میں اونو گلیمان دین اور نہ
 اپنے کچھ نہیں سے چہا کے اور اپنے سمجھ پر جے رہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھے
 جانتک بڑا سمجھنا تھا پر مٹے اونکو باوازل بند سمجھایا پر مٹے ظاہر کہا پر پوشیدہ
 سمجھایا پر مٹے کہا کہ استغفار کرو خدا بخشنے والا ہے آہ پس ہدایت کام انکا
 تھا اور ماننا کام اولکا یہ اپنے حق سے ادا ہوئے وہ ناکر ڈوبے اور فنا ہوئے
 جسنے اطاعت کی طوفان غضب سے بچ گیا بعینہ ہی حال ہدایت ائمہ اثنا عشر
 کہ جو حق فصل میں تشریل سے ظاہر ہوگا

فصل سوم ثبوت علیہ ائمہ ہدی بقوت قدسیہ انواع اقسام سے ظاہر ہے

کمالات نفسانی میں انکے سیکو انکار نہیں تا انکے عامتہ کہتے ہیں کہ اور زائد تھے
 یہ ازہر تھے اور عالم تھے یہ اعلم تھے اور سخی تھے یہ اسخ تھے اور شجاع تھے یہ
 انجیح تھے علی ہذا القیاس سب صفات فاتی میں اور کمالات نفسانی میں انکام تہ

زیادہ سہی مگر یہ سب فضائل جزئی ہیں اور خلفای ثلاثہ کو ایک فضیلت کلی
 ہے جو انکو نہ تھی وہ یہ ہے کہ بعثت حضرت علیؑ تنفیذ اسلام مقصود تھی و
 محمدؐ خلفای ثلاثہ میں ہوئی کہ فتح بلا دھور میں آئی اور ان حضرات کو تاحیات
 جناب امیر سپہ دولت نہ ملی انتہی محصل کلام اب کہنا چاہیے کہ اس فضیلت
 میں تو بڑی شیخ جی کہہ تو نہیں تو ہاں منجملے صاحب لہجے نکل گئے اور چوٹے
 میان بھی مسلمانوں کی جان کے دشمن پیدا ہوئے یعنی بڑے وقت
 میں ہی مسلمان قتل ہوئے اور کافروں سے ہی لڑائی ہوئی گو مالک ابن نویر
 کو ناحق مار کر خالد ابن ولید نے انکی دشمنائی میں جو رواد سکی اوسی دن تھرت
 کر لی مگر چوٹے صاحب کی خوبیاں تو اس حد کو پہنچی ہیں کہ انہیں کے
 سلف انکی فضیلت کے قائل نہیں اور شرم و عقائد وغیرہ انکے اوصاف
 جمیلہ سے مالا مال اور کتب تواریخ انکی لکھ کو بیوں سے پامال ہیں تا انکہ خلافت
 انکی بشرط پیروی اون دونوں بڑی بڑہوں کے ہوئی تھی جب اوس عہد
 پر قائم رہے تو بی بی عائشہ اور میان طلحہ و زبیر نے کہ بقیہ عشرہ مبشرہ تھے
 بلوایوں کو شہر یص کر کے ان پر اہم کاسر اوڑوا دیا اور مقتدی ایسے
 الابلعقل محض ہیں کہ ان وقایع میں بجز سکوت دم نہیں مارتے اور قاتل
 مقتول دونوں کو قطع جاتی کہتے ہیں اسی کم خبتو اگر اہل جبل و صفین کو بخواب
 اجتہاد فرضی بی عائشہ اور میان معاویہ کے طالب حق سمجھ کر جاتے ہو تو
 میان کیا کہو گے کہ طحتمین و عائشہ نے بیچارے عثمان کو گردن مارا تو بہ تو بہ
 کہان سے کہان نوبت پہنچی باز آمد مہمد عاکہ چاہیے عامہ اس فضیلت
 ملی میں شیخ صاحبون کو حضرت افضل البشر یہی فضیلت دین اور انبیاء کا

تو کیا ذکر ہے کیونکہ زمین خدا حضرت سے حرمین شریفین میں ہی نہ ہو چکی
 گی اور کفار باقی رہے بلکہ بعض صحابہ منافقین انکے نزدیک ہی منافق
 رہے اور مرتد ہوئے اور بدلیل انکار حق و بموجب حدیث ترمذی کہ باب
 دفن نبی میں لکھتا ہے وما نقضنا ایدینا عن التراب حتی انکثرنا قلوبنا
 یعنی ہم نے اسی خاک سے ہاتھ نہیں جھاڑے تھے کہ دلوں نے ہمارے
 جیسے انکار کیا محمد حضرت میں کل منکرین حق بیدین رہے اور شخصاً جو
 نے روم و شام و فارس میں دنگا بجایا اور جو عرض اصلی بعثت ہدایت
 حق تھی اور جناب امیر اور انکی اولاد کرام سے ظہور میں آئی کہ آنجناب
 نے محمد حضرت میں سب سے زیادہ جہاد کیے اور لافنی الاکث علیہ لکسیف
 لا تذو الفقار اور ناد حلیلاً مظهر العجایب تجدوا حوثاً لک فی النوا
 کل هم و غم سیجلاً ملائکہ نے حکم الہی سنایا اور حضرت نے کرا غیر فرات
 دیا اور ضربت علی یوم المحدث افضل من عبادة الثقلین فرمایا اور جناب
 امیر نے جنگ جنات کو بجان واحد فتح کیا اور کعبہ معظمہ سے دوش مبارک
 حضرت برفہ دم رکھ کر نبیوں کو بقوت اعجاز گرایا اور ہزاروں معجزہ منکروں
 کو دکھائے اور مردوں کو حکم الہی جلایا اور شیخین نے بارہا مثل آیت کوئی
 لست بخیر کرم و منکر علی اپنے حکم موقوف کر دہے علی کے میں ہاجر
 نبین اور کوکبا علی لہلک عمر یعنی جو علی نہوتے تو عمر ضرور ہلاک ہوتا
 بر ملا جنایا اور بروایت عبداللہ بن عمر خود خلیفہ ثانی نے اقرار کیا کہ اگر
 نہوار علی کی نہوتی تو عماد اسلام قائم نہوتی ان سب کو بالای طاق رہتی
 ہیں فصل چہارم در نص طبعی امامت بحق امامہ بہت طریق سے ثابت ہے

ایجا زار و وضع پر لکھتا ہوں اول نص عام ہے اور اس کے ایراد پر ایک
 مقدمہ واجب التقدیم ہے اور وہ یہ ہے کہ قصہ ميثاق آدم مشہور اور مشہور
 اس کی تفاسیر میں مذکور وہ کفیل و ذمہ داری ہے بحکم شرعی کی کہ اشارہ اس کے
 کلام مجید میں بلفظ عہد و ميثاق و امانت ماثور اور انبیاء کرام علیہم السلام
 میراث ہی ہے چنانچہ عامہ ہی اسکے قائل ہیں اور تفسیر آیات میں مثل قوله تعالیٰ
 وَكَرِّمَتْ سُلَيْمَانَ دَاوُدَ وَيُوسُفَ وَرِثَ بَنِي آلِ يَعْقُوبَ سَبْعَ لُكْمَةٍ هِيَ لَكُمْ
 منع میراث انبیاء اموال میں جو بڑے میان نے خلاف قرآن ظاہر کیا اور
 بضعتہ النبی کو محروم رکھا اور اسکے جرم کا جواب ہی دیتے ہیں بالجملہ عہد النبی
 منصب ہدایت و جمیت ہے بفرمان قرآنی مخصوص برگزیدگان خدا مثل قوله
 تعالیٰ لَا يَنْتَظِرُ الْعَذَابَ الْكَافِرِينَ یعنی یہ منصب ظالموں کو نہیں ملتا اور قوله
 تعالیٰ إِنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا مِنْ حَسْبِ آلِ الصَّالِحِينَ یعنی ورثہ زمین برگزیدگان
 صالح ہوتے ہیں اور مؤید اس کی اصطفاء ہے بقوله تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ
 آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ذُرِّيَّتَهُ بَعْضُهَا
 مِنْ بَعْضٍ اور نص جامع عصمت انبیاء یہ ہے قال اللہ تعالیٰ وَاتَّخَذَ
 عِزْدًا لَهُ أَفْضَلُ الْأَحْيَاءِ یعنی انبیاء برگزیدہ و نیک ہیں پس معلوم
 ہوا کہ یہ منصب انہی نے عصمت کہ غایت اصطفاء ہی ہے آدم بمقام
 تنصیف کہ عصمت و طہارت باتفاق جمہور است غیر الہیبت رسالت کو
 ثابت نہیں چنانچہ عامہ نے شرائط امامت میں کہا ہے کہ اکثر طر ان
 معصومان و لا افضل اہل زمانہ یعنی فضیلت عصمت امامت و خلافت میں
 شرط نہیں اور دلیل اس کی یہ کہ کسی کہ خلفای ثلاثہ کو اس کے سلف نے تخلیف

جانا مالانکہ معصوم نہ تھے و معوذات جواب مطامین میں عذر خطای اجتہادی
 آتے ہیں چنانچہ شرح تجرید و شرح مواقف و شرح عقائد نسفی میں ہر
 سہ اور فقیر نے تحقیق العقائد میں استنباطی بیان و استیعاب ذکر کیا ہے
 اور جبکہ نسبت انبیاء صرف عصمت عن الکفر جانتے ہیں عصمت اہلبیت کہ
 مانتے ہیں مگر ہر حال نزول آیہ تطہیر انکے بیان بھی بحق اہلبیت ثابت ہے چنانچہ
 روایت اوسکی بی عائشہ دام سلمہ سے خادم نے بحوالہ کتاب استیعاب وغیر
 ذلک شرح لکھی ہے پس چاہیے کہ یہ منصب متعلق اہلبیت ہی ہو ابغور
 امامت اہلبیت سے ایک آیت اور ایک حدیث پر قناعت کرتا ہوں آیت
 یہ ہے **كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ** یعنی حکم ہے معیت صادقین کا اور صدق
 مصداق عصمت ہے کہ لا ینفخے اور مفسرین خاصہ و عامہ نزول اسکا بحق جناب
 امیر و اہلبیت کرام روایت کرتے ہیں اور حدیث اتفاقی نیز یقین یہ ہے انی
تَارِكُ مِنْكُمْ الثَّقَلِیْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلِبَیْتِ یعنی آن حضرت نے
 ہم سبکو مامور بتسک قرآن و اہلبیت فرمایا اور یہ اہلبیت وہ ہیں کہ
 تعالیٰ نے بقولہ **قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ كَفَرًا اِلَّا الْمَوْدَّةَ فِی الْقُرْبٰی**
 محبت کو انکی اجرو عوض ہدایت اسلام ٹھہرایا اور اسی دلیل سے محبت
 اونکے سب کے نزدیک واجب ہوئی اور حضرت نے اتباع انکا تمثیل سفید
 نوح سے واجب بتایا بقولہ **مَثَلُ اَهْلِیْتِیْ مَثَلُ سَفِیْنَتِ نُوْحٍ مِّنْ كَلْبَةٍ**
نَحْنُ وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا فَمَرْقٌ وَهُوَیْ دُوسَرٰی لِّغَضٍّ خَاصٍّ اور طریق
 استدلال اوسمین یہ ہے کہ خلافت جناب امیر زبان پیمبر سے ثابت ہو
 اور نفس ہر امام واسطے امام لاحق کے کافی رہے پس امامت انجناب امیر

پس امامت انجناب امیر ولایت سے ثابت ہے کہ فریقین اس پر متفق ہیں
 اور وہ جو قاضی نے بیضاوی میں بعد تسلیم شان نزول میں لکھا ہے کہ اس
 عصر امامت جناب امیر پر ظاہر ہے پس امامت باقی ائمہ منقوض ہوئی اور شاہجی
 بیچارے بھی انکھین بند کیے ہوئے پیچھے قاضی کے دوڑے گئے اور یہ سمجھ کر
 کہ نبوت حصر ولایت و خلافت نسبت جناب امیر منافی ادعای معاصرین ہے
 نہ لاحقین یعنی اس عہد میں امامت منحصر ہوئی حضرت پر اور حدیث مقبولہ
 مخالفین کہ تو شبی شرح تجربہ میں قائل اور سکا ہے یہ ہے سلو اعلیٰ یا موفی
 المؤمنین یعنی علی کو امیر المؤمنین لکھ کر سلام کیا اور ایسے ہی صد ہا آیات
 اور احادیث ہیں کہ مسطولات اور نئے ملاوہین اور فقیر نے تحقیق میں ایک لکھو
 سے زیادہ با اسناد و اقوال ذکر کیے ہیں فصل پنجم تغیر و تبدیل شرح مذکورہ
 ہدی کا بہت دلیلون سے ثابت ہے اور یہ کہ کہنے انہیں سے دعویٰ حتمی
 لکھا بلکہ سب شارح و ناقل و راوی حدیث رہے۔ دوسرے یہ کہ علم الکاوی ہی و
 لدتی تھا چنانچہ سب کا کھو بھی تھا اور نقل انکے اقوال صادق کی خادم نے ہدیہ
 اجتماع عشرہ اردو میں بھی کی ہے اور توثیق الاصول میں بھی ہوئی۔ سوم قصہ
 مشہور سے ثابت ہے کہ جناب امیر نے باوصف اصرار و اختیار چہارتن
 جو بوجہ صیت خلیفہ ثانی بانی مہمانی خلافت عثمانی ہوئے خلافت ظاہری
 صرف اتنی بات پر قبول نہ فرمائی کہ وہ اطاعت شیخین چاہتے تھے اور حضرت
 نے اطاعت خدا و رسول پر حصر رکھا۔ چہارم عزل و لاۃ عثمانیہ میں حضرت نے
 یہی حجت کی کہ بدعتین اور کی اپنے نامہ اعمال میں لکھا نا منظور نہیں۔ پنجم تحمل
 شدائد و مکائد قوم حضرت نے اختیار کیا اور ہاتھ اپنا فساد کے ہاتھ میں خلافت

اور خدا نڈیا۔ ششم اتباع وصیت نبوی میں کیا کیا رنج اوٹھائے اور صبر و
 سکوت لازم رکھا۔ ہفتم امور دینیہ و دنیویہ میں بارہ صف قدرت کہی لفظیہ
 کو کام نہ فرمایا۔ ہشتم سنت علیہ حدیبیہ کو قضیہ حکمین میں بارہ صف خراف نصی
 مقدم جانا۔ نہم بارہ صف مباغہ و ابوسفیان کہ صاحب فوج تھا بلحاظ اتفاق
 اوسکے واسطے اطفائی فساد کے کنارہ رکھا اور خلفائی جو یہ کہ انطاہر
 اجزای اسلام تھے خروج کیا۔ دہم باوجود مصائب لایخنہ مثل واقعہ کربلا سب
 ائمہ ہدی پابند شریع رہے اور اطاعت بغاہ کسی نے اونہیں سے پسند
 نہ کی اور تبدیل و تغیر احکام خدا و رسول جائز نہ کی بخلاف شخص صاحبان کہ اول
 نے مسئلہ میراث میں غلاف قرآن اپنی زبانی حدیث بنا کیا، بارہ مثل قصاص
 مالک ابن نویرہ و حدیث نا و قطع ید سارق و احراق فجاوہ اسلمی و قتل بنی
 غضب فذک و رد دعوی فاطمہ و رد شہادت فذک و قضا بجر و دعوی
 ازواج بنی و کشف بنت سعیدہ و احراق باب معصومہ و غیر ذلک مختلف و متجاوہ
 شریع بنی سے اور عدول حق سے کیا اور دوم نے مثل تحریم سبعتین و
 تحلیل غنیمت کہ اوسکا کہوٹ چڑھا کر دنیا سے تشریف لیکئے اور القاعد
 اجزای حدود سے مثل قصہ مغیرہ بن شعبہ زانی ام جہیل اور بہت امور ایسے
 ہی ہیں جس میں احکام خدا سے عدوان کیا اور سوم نے مثل حرق مصحف
 و ضرب صحابہ و تکلیف مطر و دین محمد بنی اور تسلیط بغاہ و فسقہ بلاد اسلام
 پر اور تصرف بیت المال و منع خمس اہلبیت و غضب ملاک ازواج بنی و عدم
 کف اذی مؤمنین و ابداع و اختراع غیر مشروعات حد سے زیادہ کند کہ بجز
 بہ تخیل ہوا اور معتقد نہ کہ بجز اجتہاد کوئی جواب معقول نہیں کہتے چنانچہ

باب مطاعن میں توشیحی و دیگر اعلام عامہ شریعہ تجرید وغیرہ تا اصحاب بحث
و مناظرہ مضطربین اور انکلمتے پر یہ ہے کہ مشاجرات صحابہ پر نظر کرنا ناجائز
کہ مورث سورہ عقیدت ہے اور انکے عقائد میں داخل ہے محض یکف حق ذکر
الصحابۃ ولا یخیر سبحان اللہ حق سے چشم پوشی حرام ہے مگر یہ حلال
بلکہ یہ واجب سمجھے ہیں اور نہیں جانتے کہ قرآن مجید یا ملائی اعلان تکفیر
اہل عدوان پر بنا دی ہے لقولہ تعالیٰ وَمَنْ کَفَرَ بِکُمْ مِمَّا آتَوَ اللّٰهُ
فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْکَافِرُوْنَ فَاَیَّدَ لَا سبوحہ کو کہ جس قول حق کی تہج
ہے اوسمین اول حضرت امام علیہ السلام حجۃ علی المؤمنین نہد مایام ادا وین حکم
یا تو طریقہ مؤمنین ہے یعنی تقدیر معتبر کہ سوائے محمد بن عبد اللہ من وکافر سب پر ہیں یا نظر
قاعدہ و استفادہ خاص ہے کہ فرد کامل سب عالم میں مؤمنین ہیں اور باہتبا
شمول و عموم حکم فرد کامل ماتحت پر سب عالم مشتمل ہے جس طرح قل اعوذ ب
الناس میں مد نظر کہ رب الناس میں وہی رب العالمین ہے فَاَیَّدَ لَا
مراوقائم امور مسلمین سے اولے بالتصرف ہے یعنی سب سلمان بتسلیم اولاد
و ملوکین تحت حکم انکے ہوں یا یہ کہ یہ کفیل کا روزہ دار و حامی ہے نہایت
وہ دیکار سب کے ہیں اور دونوں کا مطلب واحد ہے چنانچہ حدیث غدیر
سے ثابت ہے اور خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ وقت معاودت مدنیہ طیبہ امت
راہ میں زوال آفتاب بر حضرت وارد خم غدیر ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئی
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ أَمْرٌ فَإِنَّ إِلَٰهَكُمْ وَرَبَّكُمْ وَرَبَّكُمْ وَرَبَّكُمْ
فَمَا بَلَّغْتُ رِسَالَتَهُ وَإِنْ لَّمْ يَعْصَمْكَ مِنَ النَّاسِ أَهْ فَتَرَىٰ
اور کجا وون کا ممبر بنا کر خطبہ کہا اور حاضرین سے فرمایا اَلَسْتُ بِرَسُولِ اللّٰهِ

مِنْ اَنْفُسِكُمْ مَعْنَى مَن اَيَا تَسْعَ اُولَى تَرْتَمَا رِى جَانُونَ كِى مُلْكِيَّتِ وَقَدَرَتِ
 مِىنْ خَمِيْنِ هُوْنَ سَبُّنِ بِالْاِتِّفَاقِ عَرْضِ كِىَا بَلَا نْتَ مَوْلَا نَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
 اَوْ سَوْقَتِ حَضْرَتِ نَعْنِ دَسْتِ جَنَابِ اَمِيْرِ تَهَامِ كَرُفَرَا يَمِنْ كَنْتِ مَوْلَا هِ فِئْذِ
 عَلَيَّ مَوْلَا هِ اَللّٰهُمَّ وَا ل مِنْ وَا لَا هِ وَعَا د مِنْ عَا دَا هِ وَنَصْر مِنْ نَصْرَا هِ وَ
 اِخْذَلْ مِنْ خِذْلِ لَه اَللّٰهُمَّ اِدْرَ اَلْحَقِّ مَعَ عَلِيٍّ حَيْثُ دَا رَا اَوْ سَوْقَتِ سَبُّ
 حَضْرَتِ نَعْنِ حَضْرَتِ اَمِيْرِ كِى هَاتَمِ مِىنْ هَاتَمِ دِيَا اَوْ سَبُّ بِلَهِ خَلِيْفَه ثَانِي نَعْنِ
 سِيَه كَمَكْرِ بَيْعَتِ كِى خَنْبَخْلَكِ يَا بَنِ اَبِي طَالِبٍ اَصْبَحْتَ مَوْلَا لِيْ وَمَوْلَا لِكُلِّ مُؤْمِنٍ
 وَمُؤْمِنَةٍ بِرِ سِيَه اَيَه كَرِيَه نَازِلْ هُوَا اَلْيَوْمَ اَتَحَمَّلْتُ لَكُمْ دِيْنََكُمْ وَاَنْمَنْتُ
 عَلَيَّكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمْ اَلْاِسْلَامَ دِيْنًا فَا نِلَا اِسْ وَاقْعِ
 سَعِ كُنِيْ اَمْرِيْ دَا هِيْنِ اِيَه كِه جِسْ حَكْمِ كِى بَلِيْعِ كُو اِيْسِي تَا كِيْدِ هُوْنِيْ كِه اَلْكَرْطَا هِرْ
 نَكْمَرِيْنِ تَوْحِيْقِ رَسَالَتِ اِدَا نَهْ وَهْ حَكْمِ بَهْتِ ضَرْوَرِ اَوْ رَا صِلِ اِسْلَامِ وَا يْمَا
 وَخَاصِ مَقْصُوْدِ بَيْعَتِ وَنَحْسِ هِدَايَتِ اِيَه اِيَه وَدَعْدِ كِه مَحْضُوْلِيْ لُو كُوْنِ سَعِ اِيَكِي
 خَبَرِ دِيَا سَه كِه حَضْرَتِ كُو اَوْتِكِيْ اَنَلْمَا رَمِيْنِ اَنْدَشِيَه مَخَالِفُوْنِ سَعِ تَهَا اَلْكُتُ
 بَا وَا لَكُمْ سَعِ صِيْرَحِ ظَا هِرِ اِيَه كِه خَيْرَتِ نَعْنِ اِيْسِي مَالِكِيَّتِ وَتَرْجِيْبِ كَا كِلِ اَمُوْرِيْ
 اَمْتِ سُو اَقْرَارِ لِيَا اِلَا تَسْلِيْمِ وَا قَبَالِ اَمْتِ بَلْفُظِ بَلَا اَمْتِ مَوْلَا نَا سَعْدِيْقِ اَسْرَارِ
 مَحْكُوْمِيَّتِ وَا مُلْكِيَّتِ اَمْتِ اِيَه اِيَه مَن كَنْتِ مَوْلَا هِ سَعِ ظَا هِرِ كِه خَيْرَتِ اِيَسْ
 مَرْتَبِ مِىنْ جَنَابِ اَمِيْرِ كُو قَا ئِمِ قَا ئِمِ مَقَامِ اِيَا كِيَا اِيَه قَوْلِ خَلِيْفَه ثَانِي بِطَرِيقِ تَحْنِيْتِ وَتَضَمُّنِ
 تَصْرِيْحِ مَرْتَبِ بَيْعَتِ اَمْتِ ثَبُوْتِ حَقِيْقَتِ كُو كَا فِى اِيَه اِيَه نَزُوْلِ اَيَه اَخْبَرِ سَعِ
 ظَا هِرِ كُو اِيْسِي اَمْرِ كِى بَلِيْعِ بَا قِي تَهِيْ جِسْ كِه بَعْدِ اَلْمَالِ دِيْنِ وَا اَتَامِ نِعْمَتِ وَرِضَا
 رِبِ الْعَزَّتِ وَاقْعِ هُوْنِ اِيَسْ تَرْجِيْبِ بِرْ جَنَابِ اِيَه بَعْضِ قَرَابَرِ اِيْتِ اِيْسِي سَعُوْدِ اَيَه

ولی میں بعد ما نزل الیک من ربک فی علی پڑھتے تھے اور ظاہر کہ حراق
 صحابہ نے ایسے ہی وجوہ سے ابن مسعود کو اپنے وقت میں بغیر شہداء
 شہید کیا مگر ہم ناظور صاحب امر اس قرأت پر سبب غلبہ باطل مامور نہیں اور
 معلوم ہے کہ نعمت الہی بعثت حضرت ہے کہ جس طرح نبی اسرائیل کو فرمایا
 یٰۤاِسْرَآئِیْل اذْکُرُوْا النِّعْمَۃَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ اَوْرَاسِیْ اَمْسَتْ کُ
 فرمایا لقولہ تعالیٰ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا
 آہ یعنی تحقیق احسان رکھا خدا نے مومنین پر جبکہ سچا اور نین پیغمبر آہ اور
 اولے سے جو اولے بالتعرف یعنی کفیل کا مرد ہے دلیل اسکی یہ ہے
 کہ یہ دین اسلام ملت ابراہیم پر بنی ہے اور ظاہر کہ کلمہ اولے جناب باری تعالیٰ
 نے معاً حضرت ابراہیم و آن حضرت کے حق میں فرمایا ہے والّا انبیای کر ائم اور
 ہی بہت ہوئے لقولہ تعالیٰ اِنَّ اَوَّلِی النَّاسِ بِاَبْرَآهِیْمَ وَ هَٰذَا النَّبِیُّ
 اور قول صحابہ میں کہ مورد من کنت مولاه کا ہے لفظ مولیٰ معنی اولیٰ و وجہ
 سے ثابت اول یہ کہ انہوں نے سوال حضرت اولیٰ سے سکر جواب میں
 بلفظ تسلیم مولیٰ کہا دوسرے یہ کہ قرآن شریف میں مولا بہت جگہ ایسے
 محل پر آیا ہے جس سے مالکیت و حمایت و کفالت ظاہر ہے مثل لَعَنَ
 الْمُکُوْلَی وَ یَعْمَرُ النَّصِیْرَ وَ مَثَلْ ذٰلِکَ یَاۤاَنَّ اللّٰهُ مُوْلِی الدِّیْنَ اٰمَنُوْا وَ
 الدِّیْنَ کَفَرُوْا لَا مُوْلِی لَکُمْ وَ مَثَلْ اَنْ تَنُوْبَاۤ اِلَی اللّٰهِ فَقَدْ ضَعَفْتُ قُلُوْبُکُمْ
 وَاِنْ تَعْلَٰہِاۤ اِنَّ اللّٰہَ هُوَ مُوْلَاہُ وَ جِبْرِیْل وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ مَثَلْ
 اَنْتَ مُوْلَاہَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ وَ مَثَلْ هُوَ مُوْلِی الْقَہَادِ
 باوجود ان مراتب کرمخالفین کہ انکار واقعہ غدیر سے نہیں کر سکتے چنانچہ

تحقیق العقائد میں تفصیل اور سکی بخوبی ہوئی ہے مولیٰ کے معنی دوست کہتے
ہیں اور علاوہ وجوہ بالا کے جواب اور سکا یہ ہے کہ محبت الہیت پیشتر کر یہ
قل لا اسئلكم سے بالاتفاق واجب ہو چکی اور بشہادت حدیث صحیح ستہ
حضرت نے اسمی الہیت بنا دیے تھے اور وہ حدیث یہ ہے لما نزلت
الْأَنْبِيَاءُ قُلْ لَا أَسْئَلُكُمْ أَهْ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ قَرَّبَ قَالَ عَلَى وَفَا طَهَّرَ
آہ پس کیا حاجت تھی یہ بغرض اظہار وجوب محبت اتنا اہتمام ہوتا نہیں نہیں
بقول معنی سے آگس کہ بقرآن و خبر و زہدی * اینست جو لبش کہ جو البش
اور یہ وہ بزرگ ذات ہیں کہ آیہ ولایت میں باوجود شمول ذات باری تعالیٰ و
رسول مقبول بغرض حق تغنی و انکار مرتبہ مرتبہ فی ولی کے معنی دوست کے
قرار دیتے ہیں حالانکہ کلام مجید میں اکثر معنی اکسایا ہے کہ قولہ تعالیٰ اللَّهُ
وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاءُ هُمُ الظَّالِمُونَ
وَقَوْلُهُ تَعَالَى أَنْتَ وَلِيُّنَا وَقَوْلُهُ تَعَالَى إِنَّ وَلِيَ اللَّهِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى أَنْتَ وَلِيُّ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى فَهَوِيَ لِثَمَرِ الْيَوْمِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى فَلَنْ يَجِدَ
لَهُ مِنْ أَوْلِيَاءٍ وَقَوْلُهُ تَعَالَى هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ وَقَوْلُهُ تَعَالَى أَمَّا لَقَدْ
مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ وَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَقَوْلُهُ تَعَالَى أَحْسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا
أَنْ يَخْلُجُوا وَاحِدًا مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ وَقَوْلُهُ تَعَالَى سُبْحَانَكَ إِنَّا
وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَهَئِذَا يُصَلِّي اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ قَلْبٍ مِمَّنْ
بَعْدَهُ وَامْتَنَالِ ذَلِكَ كَمَا خَافَ فِي مَا سَرَّ شَارِفًا لَدَى حَضْرَتِ إِبْرَاهِيمَ
نَامِرٌ لَمْ يَجِدْ قِيْدَ اسْمِهِ كَلَامِ بِلَاغَتِ نِظَامِ مِمَّنْ كَرِهِي أَمُّهُ هِيَ الْمُطْلَقَةُ
حکم دیتے ہیں اقرار ہے مخالفت قرآن سے کہ اوپر بیان ہوا اور صفت

بواسطے ثبوت حقیقت کو کہ یہ کیونکہ عیسا قول خلیفہ ثانی مشہور ہے کہ کل الناس
 اقدہ من عمر حجة الخد رات فی الحال یعنی سب عمر سے زیادہ فقیہ ہیں یہاں تک
 کہ عورات حجلہ نشین خلیفہ اول نے ہی اقبیلونی فرمایا یعنی مجھ کو خلافت سے موقوف
 کر دہوتے علی کے مین بہتہ نہیں اور بحق جناب امیر حضرت نے فرمایا انا مکتبہ
 العلم و علی بابہا فائدہ لفظ خلیفہ و وصی ہی دونوں فائدے دیتا ہے
 یعنی سوائے کوئی خلیفہ برحق نہ تھا و لیلہ او سکی بقبط پیہ یہ حدیث ہے یا
 علی انت اخي و وزیري و خلیفۃ من بعدی و قاضی دینی یعنی اسی علی
 تم میرے بھائی اور وزیر و جانشین بعد میرے اور حاکم میرے دین کے ہو اور
 مخالفین کہتے ہیں کہ قاضی دین بالفتح فرمایا یعنی قرض لیا اور کرنے والے ہو
 اور واقعہ اعجاز مرقضوی کا کہ چالیس شتر ایک پتھر میں سے نکالے تو سند لائے
 ہیں سبحان اللہ یک نشد و شد قاضی دین اور حاکم شیعہ ہونا تو اس حدیث سے
 بھی ثابت ہے ان اقتضا کہ علی فائدہ لایہ اعجاز کیسا کہ عمر بیکر او مین عاجز رہے
 فائدہ ذکر تشریفات ہارونی اس واسطے کہ حضرت نے غزوہ بنو کنین جناب امیر
 کو خلیفہ اپنا کر کے مدنیہ طیبہ میں چھوڑا تھا اور اپنی مفارقت پر بنو کنین دیکھ کر آپ
 فرمایا اما ترخصی ان تکون منی بمنزلہ ہمدان من مویشی الہ انہ لا یبقی بعدک
 یعنی کیا تم راضی نہیں ہوتے ہو اس پر کہ میری طرف سے اس حمد سے جو رہے
 جیسے ہارون موشے کی طرف سے رہے تھے مگر اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نہیں ہیں
 اور جب بعد مصالح حضرت پر آئے خلافت مرقضوی بیع امور میں برقرار رہی
 تا انکہ رحلت فرمائی اور قصہ خلافت ہارون تقاسیم بن بسوط ہے فائدہ
 امیر المؤمنین لقب خاص مرقضوی ہے نہ بل حدیث سلوا ذکر فرماؤ گا کہ انرا

اور امام المسئین بموجب آیہ وَجَعَلْنَا الْكَافِرِينَ اِمامًا کہ شان حضرت مین نازل
 ہوا فائدہ بعض نسخوں میں کلمہ قائد العز المجلین واقع ہے معنی اوسکے ہیں
 پیشانی والون کا پیشوا۔ اور خانی دست و پا والون کا پیشوا۔ اور مراد سے
 مجلین سے شیخ امیر المؤمنین ہیں کہ منہ انکے روشن بسبب طاعت اور دست
 و پا اوسکے رنگین محبت سنت ہوں یعنی پیشوا می متشرعین اور ایک معنی ہانکنے والا
 یعنی صاحب اختیار اور پونچلنے والا منزل مقصود کو چنانچہ سادہ و قادی
 سردار و پیشوا معلوم ہے اور قائد الجیش پیشرو لشکر کو کہتے ہیں فائدہ
 معنی افضل الوصیین یہ نہیں کہ عہد جناب امیر مین کوئی اور بھی وصی ہوا ہو کہ
 وصی ہونا جناب امیر کا متفق علیہ فریقین کا ہے یہاں تک کہ عامہ نے وصایت
 و خلافت کو متغایر ٹھہرایا ہے چنانچہ خلافت مین نص نبی سے مستغنی ہوئے
 اور نہ یہ مراد ہے کہ مراتب ائمہ ہدی مختلف ہیں کس واسطے کہ یہ سب متساوی
 ہیں اور فرق ابوت و نبوت و اخوت منصب امامت مین تغیر نہیں لانا کہ وہ عہد
 اکملی ہے پس مراد یہ ہے کہ جناب امیر اور سب ائمہ ہدی اوصیای سلف سے
 کہ مثل یوشع بن نون اور شمعون بن حنون ہر نبی کے اہلبیت سے وصی ہوئے
 ہیں افضل ہیں بلکہ بسبب فضیلت حضرت خاتم جمیع انبیاء ملائکہ پر انکا فضیلت
 حاصل ہے اور خادم نے کتب مذکورہ مین شرح اوسکی بھی کر دی ہے
 فائدہ جناب امام نے حضرت امام موسی کاظم تک اسمای پاک ائمہ
 ذکر کیے اور لفظ لومنا ہذا مین اشارہ اپنی حجت کا کرنا کہ کما الکتاب
 التصدیق اپنی نسبت اتنا اشارہ کافی و دانی ہوا سے سطر کے ملحق طاب آپ
 امامت کا بظاہر اقرار کرتا تھا چنانچہ اسناد مین ظاہر ہوا اوصافی ائمہ ہدی

کے ہی نام نہ لکے ہوا اسطے کہ سائل آپ ہی کے زمانہ میں تھا اور اپنے واسطے
ہدایت چاہی تھی کمالیغنے فائدہ لاکر کلمہ نقبا میں یہ اشارہ لکھا کہ یہ لقب وصیا
بنی اسرائیل ہے اور حضرت رسول نے جا بجا فرمایا ہے کہ حال اس امت
کا مشابہ بنی اسرائیل سے ہے از انجملہ یہ کہ تعداد ائمہ ابراہیمین فرمایا بعد نبی
اسرائیل اور فرمایا ستون بعدی اثنا عشر امیر۔ اور فرمایا الا مکتہ من قریش
چنانچہ تحقیق العقائد میں حدیث ابن عباس نقل ہوئی ہے اور سیطرہ
حدیث مشابہت جناب امیر ہے حضرت عیسیٰ سے کہ جنہوں نے افراط و تفریط
سے خدا سمجھا وہ بھی ناری ہین اور جنہوں نے بسبب عداوت ان کے حق شناسی
میں تقصیر کی وہ بھی ناری ہین فائدہ لاکر علم کتاب و سنت و اعدل فی القضا
واقع و الیقین امامت ان حضرات کو ہر زمانے میں ہوا اسطے فرمایا ہے کہ سبط
علم و استحقاق جناب امیر ان کے زمانے میں سب سے زیادہ تھا ہر امام اپنے
عہد میں اوسے مرتبہ پر منصوب ہین چنانچہ یہ امور بھی متنازع علیہ مشہور کے ہین اور
کوئی ان کے فضائل و کمالات و معجزات کا منکر نہیں اور حال جناب امیر ظاہر ہے
کہ مخصوص فصل خصوصیات آپ کا نام ضرب المثل ہو گیا ہے چنانچہ جو زرع لعل
و قتی ہے اوسکو عرب کہتے ہین قضیۃ الاباحسن لہا یعنی یہ ایسا جگہڑا ہے
کہ اسکا کوئی ٹلے کرنے والا ہی نہیں پس ابو الحسن کہ کنیت جناب امیر ہے
یعنی قاضی قضا یا مصلح ہوا۔ اور یہ مثل شیح کافیہ میں ملا جامی نے بھی
بتصریح لکھی ہے اور نمود ای اہل البیت اعرف با فی البیت طلیقہ نبوی پر
یہ زیادہ کون و اثنت و عارف شیعہ ہر سکتا چنانچہ ماسے تو شیعہ شریعت
تجربہ میں لکھتا ہے کہ بسبب مصاحبت شبانہ روزی و فرط محبت حضرت

جناب امیر کو سب طرح کے علوم تعلیم کیے تھے اور ترویج علوم آپ ہی سے ہوئی
 جناح ابو اسود دہلی و ابن عباس وغیرہم آپ کے شاگرد ہیں اور تفصیل
 ان مقاصد جلیل کی غالی تطویل سے نہیں بعد حاجت تحقیق العقائد میں
 تصریح ہوئی بالجملہ علم و فضل ان حضرات رفیع الدرجات کا اخبار و آثار سے دوام
 و لایح ہے اور ظاہر کہ حضرت آدم کو اول فضیلت علم حاصل ہوئی اور اوس کی
 ذریرہ سے ملائکہ پر ہیبت پائی لقولہ تعالیٰ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ
 أَنزَلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ الْغُثُوثَ وَلَقَدْ عَلَّمَ الْمَوْلَىٰ يَدُ الْقَوَىٰ
 اللَّهُ تَعَالَىٰ فِي صَفْتِ ابْنِ تَعْلِيمِ الْقَوْلِ تَعَالَىٰ الْوَحْنُ وَعَلَّمَ الْقُرْآنَ خَاقِ
 الْإِنْسَانِ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ اور یہی ظاہر ہے کہ ہدایت اس مفسر علم پر ہے
 مِسْ بِقَضَائِي كَرِيهًا يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ اور
 كَرِيهَةً قُلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمَّا أَعْلَمُ تھے اسی منصب پر
 ہوئے اور لفظ اسی آمَنَ يَقْدِرُ إِلَى الْحَقِّ أَحَىٰ أَنْ يَكْتُمَ أَمْرًا مِنْ لَدُنْهِ
 إِلَّا أَنْ يَقْدِرَ عَلَيْهِ وَاجِب الطَّاعَةِ وَابْنُ الْإِمَامَةِ ہوئے فَاثِلًا بَعْدَ
 انکے مراتب علیا کہ حضرت نے انکو عروۃ الوثقی وائمہ ہدی و حجت خدا
 کافہ اہل دنیا پر فرمایا اور میراث ارض سے وہی منصب حجیت الہیہ مقصود ہے
 اور وارث ہونا خدا کا یہ ہے کہ حجیت قائم کو تسلط دے اور دلائل ان مقاصد
 کے انہیں فوائد سے مستنبط ہیں فَاثِلًا حضرات معصومین کو عروۃ الوثقی
 اس واسطے فرمایا کہ امت مامور ہے انکے تسک پر اور لفظ ائمہ کو مضاف
 طرف ہدی کے اس واسطے کہ نجات انکے جو پیشوا اسی عمامہ ضلال معتبر
 لقولہ تعالیٰ أَمَّةٌ يَهْدُونَ إِلَى الْجَنَّةِ وَأَمَّةٌ يَهْدُونَ إِلَى النَّارِ

لیجئے بعض پیشوا جنت کے راہنما ہیں اور بعض دوزخ کے فائل لا سیاق
 جبارت سے ظاہر ہے کہ بعد امام ثامن اور ائمہ ابراہیمی ہیں کیونکہ جس
 حدیث کے رو سے بوجوب تمسک عروۃ الوثقی ہو نا ائمہ اہلبیت کا ثابت
 ہے اتفاقی ہے اور اس سے ظاہر کہ بقائے تکلیف تک کلام مجید و اہلبیت
 کا اتباع چاہیے اور یہ دونوں تاحوض کوثر کہ قیامت میں اوس پر پونچنا
 ہے یکجا رہیں گے اور راہ اونکی ایک ہی ہوگی پس اشعار کلام بلاغت
 نظام امامت حضرت امام محمد تقی و حضرت امام علی نقی و حضرت امام حسن
 عسکری و حضرت قائم آل محمد صاحب العصر علیہم السلام پر ہی اظہار من انشور
 ابن من الاس ہے علاوہ اسکے کہ دیگر احادیث خاصہ میں اسمای پاک ائمہ
 اثنا عشر صرح ہیں اور نص ہر امام سابق واسطے ہر امام لاحق کے کافی از تجل
 حضرت امام موسی کاظم کہ نام نامی او نکا اس کلام مقبول خاص و عام میں
 داخل ہے و عار الاعتقاد میں کہ کتاب منج الدعوات میں سند اسکی علی
 بن مدیار و یونس ابن بکر سے ہے اور حاشیہ کفعمی میں منقول ہے تعلیم الشیعہ
 فرماتے ہیں اللہم وقد اصبح فی یومی ہذا لا تقترع ولا منفی عن
 لا ملأ خیر من توصلت بہم من آل رسولک علی وفاطہ والحسن والحسین
 علیہم اجمعین اور اوس دعا میں ہے اللہم فادھنی یوم حشرہ و حین
 نشرہ بآما متہم و احشرہ فی زمرة تھوال غیر ذلک پس تعلیم جناب
 امام موسی کاظم علیہ السلام سے تعیین اسمای متبرکہ ظاہر ہے اور امامت
 ائمہ اثنا عشر اس حدیث سے ہی ثابت ہے کہ آنحضرت نے جناب امام حسین

فرمایا ابی ہذا الامام واما ابوائمۃ تسعة اخرهم قائمہم
 یعنی یہ فرزند میرا امام ہے بیٹا امام کا بہائی امام کا باب ہے نوا اماموں کا
 پچھلا اونین سے قائم اونین کا ہے فائدہ ترجمہ نجفی میں محمد حسین
 نے لکھا ہے کہ کلام معصوم میں ترک اسمای ائمہ ہدی امام ثامن سے
 تفسیر واقع ہوا اس واسطے کہ دار تقیہ ہونا زمانے کا اسی کلام معجز نظام سے
 ثابت و ظاہر کہ عہد آنجناب میں مامون دعوی امامت کرتا تھا اور دائرہ
 شہادت حضرت ظواہر بینات سے ہے فائدہ اگرچہ سوق عہد
 سے بقای حجت تا دور قیامت ثابت ہے اور مؤید اسکی یہ حدیث
 ہے الحجوم امان لا ھل السماء و اھلیتہ امان لا ھل الارض یعنی
 ستارے آسمان والوں کے واسطے امان ہیں اور اہلیت میرے
 زمین والوں کے واسطے مگر کچھ بیان غیبت و رجعت جو اس جگہ باقی رہا
 انشاء اللہ تعالیٰ اور قول کی شرح میں بر محل آئے گا فیتنظر بہر حضرت نے
 فرمایا وان کل من خالفہم ضال مضل تارک الحق والحق وانہم
 المفسرون عن القرآن الناطقون عن الرسول بالبیان ومن ما
 ولم یتولاهم ولا یعرفہم باسمائہم ویاتم لبسواھم مات میتتہ
 جاہلیتہ اور جس کسی نے مخالفت کی اونکی حکم کی وہ آپ بہکا ہوا اور
 بہکانے والا ہے اور رون کا اور چھوڑنے والا ہے راہ ہدایت و سنت
 سے اور یہ سب امام ہر حکم موافق قرآن و سنت نبی آخر الزماں و جتہ
 ہیں اور جو کوئی انکو امام نہ خیالنے اور انکو نام بنام نہ پہچانے اور انکو سوا
 اور کی پیروی کرے تو موت اسکی جاہلیت کا مرنا ہے فائدہ لا ھل الارض

حکم نہ ماننا حکم کا ہے اور حق نہ جاننا اوسکا نہ یہ کہ عمل نہ کرے اور منکر
 ہی نہ ہو پس پہلی صورت میں کفر لازم ہوتا ہے چنانچہ حدیث صادق
 میں وارد ہے **وَاللَّادُّعِلْنَا الرَّادُّ عَلَى اللَّهِ** وھو علی حد الشُّرک یعنی
 ہمارے حکم کا رد کرنے والا خدا کا حکم پہنچنے والا ہے اور وہ حد شرک
 پر ہے اور دوسرے صورت فسق و عصیان کی ہے پس اگرچہ فاسق و
 عاصی کو شارع نے کافر نہیں کہا بلکہ فسق و عصیان کفر سے عام ملوث
 ہے اس واسطے کہ ہر کافر فاسق و عاصی ہے لقولہ تعالیٰ **فَفَسَقَ عَنْ مَعَاذِ**
رَبِّهِ یعنی شیطان کافر ہوا خدا کی نافرمانی سے وقولہ تعالیٰ **فَعَصَىٰ**
الْعَصْوٰی یعنی فرعون کافر ہوا بسبب نافرمانی حضرت موسیٰ۔ اور ہر عاصی
 و فاسق کو کافر نہیں کہہ سکتے مثل قولہ تعالیٰ **وَعَصَاۤءُ اٰدَمَ رَبِّهٖ** یعنی حضرت
 آدم سے حکم خدا بجالایا نہ گیا مگر بعض عاصی منجر بکفر ہوتے ہیں چنانچہ ذکر
 اولیٰ کا بیان کیا میں آئے گا **اِنْشَارِ الْمُنْتَفِعِ فَاَنْذَلَا** بھگنا خالف انہ ہے
 کا ظاہر ہے اور بھگانا اس طرح متبادر گودہ کیونہ بھگانے جمال اگر اوسکا
 چلن سیکمیں گے تو باعث اونکی گمراہی کا وہی ہوگا اور یہ مسئلہ متفق علیہ
 ہے کہ جو شخص اچھی بات نکالے گا جب تک کوئی اوسپر عمل کرے گا یہ بھی
 شریک ثواب ہوگا اور جو برا کام ایجاد کرے گا جب تک طریقہ اوسکا رہیگا
 یہ بھی داخل عذاب جدید ہوگا چنانچہ دنیا میں موجود قتل بے نرم قابل
 ملعون اور مرتکب زنا عتق ہیں دونوں شریک عذاب ہر قاتل ناحق و
 زانی و زانیہ رہتے ہیں **فَاَنْذَلَا** موافقت احکام اللہ اعلام میں قرآن
 و سنت سے اشارہ یہ ہے کہ یہ حضرات مجتہد نہیں تھے اور قیاس و را

یا استر عنای عباد یا صد ابید عوام کا الانعام سے جو طریقہ مختلفا وائمہ العباد
 عامہ ہے حکم نہیں دیتے تھے کہ اس واسطے کہ یہ سب معصوم و محبت خدا و ائین
 وحی بائز و علامہ و عالم خالق احکام تھے فائدا کا مراد تو لا و معرفت ائمہ
 ہی سے اعتقاد حقیقت امامت ہے اور ایتمام و اقتدای غیر منافی اس کا ظاہر
 لہذا اس کے امام کو آنحضرتؐ نے حدیث من مات من حکم تکفیر دیا لطیفہ توفیق
 العقائد متن متبین میں بخوبی ثابت ہوا کہ عامہ جس اعتبار سے اپنے خلفا کو
 امام و خلیفہ کہتے ہیں ہمارا ماہا النزاع نہیں اور جس طرح ہم ائمہ ہدی کو محبت
 خدا و اوصیل سمجھتے ہیں اور ان کے محققین متاخرین مثل شاہ ولی اللہ دہلوی ہی
 معترف ہیں یعنی ان حضرات کو حامل شریع و متکفل ہدایت جانتے ہیں اور
 اس منصب کو بنیاد نبیؐ منجانب اللہ قبول کرتے ہیں اور فضائل و کمالات
 کے بھی ان کے نسبت قائل و مقرر ہیں گو لفظ عصمت پر نہیں آتے خلافت ان کی
 مثل نبوت تسلط ارض پر مشروط نہیں کرتے اور معہذا غاصب کو ان کے حق کے
 غاصب نہیں جانتے اور انکار ان کی حقیقت سے مثل انکار نبوت موجب ضلالت
 و موت ہلاکت مانتے ہیں اور یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ منکر خلافت ٹلشہ بلکہ
 او کے معارض و محارب کو تکفیر کیا ملامت بھی ان کے دیان روا نہیں پس معلوم
 ہوا کہ وہ امامت جس کے انکار سے کفر لازم ہوتا ہے باتفاق فریقین ائمہ اہل بیت
 میں منحصر ہے اور باوجود اسکے استدلال ان کے متقدمین و متاخرین کا اس
 حدیث سے خلافت ٹلشہ پر حمل شیخہ ظاہر فائدا کا معرفت ائمہ باسمائهم
 اس واسطے فرمائی کہ جس طرح محمدؐ جناب نامن تک فاضلہ ہدایت اکملہ امامان
 سے ہوا سب خلق کو برحق جانتا اس عہد میں نام بنام ضرورت تھا کہ تصریح فرمائی

ملیفہ

ہر امام کے زمانے تک یہی حال عوام امت کا چاہیے اور خواص کو عہد نبوی
 میں معرفت سب اماموں کی تھی اور اب کہ عہد حضرت قائمؑ ہے سب کو نام بنام
 پہچانتا اور برحق جانتا واجب ہے فائدہ اکثر علما کا اتفاق خلاف سید
 شریف مرتضیٰ علیہ الرحمہ اس امر پر ہے کہ منکر امامت پر دنیا میں حکم کفر جاری
 نہیں کس واسطے کہ اگر انکو کافر کہا جاتا تو معاملات باہمی انکے مثل معاملات کفار
 رہتے اور باعتبار نجاست کفر انکے احترام لازم ہوتا واذلیس فلیس اور دلیل
 انکے یہ ہے کہ تفریق اسلام و ایمان سے یہ گنہائش حاصل ہوتی پس انکو
 مسلمان جانتے ہیں نہ مؤمن اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اور انکے متفقین
 کے نزدیک منکر ہر واحد کا اصول خمسہ سے کافر و نجس العین ہے کیونکہ
 جب منکر ایک کا توحید و عدل و نبوت و معاد میں سے کافر ٹھہرا تو یہ جارون
 اصول دین ہوئے اور امامت اصول دین میں نہ ہے اور یہ مذہب عامہ
 پس قول امامیہ اصل دین ہونے میں امامت کے مثل اقوال و یہ عامہ قرار
 پائے گا بالجلہ خادم ائمہ نے جو تحقیق کیا ہے اور اپنے سب کتابوں میں لکھا ہے
 یہ ہے کہ صرف اقرار لا الہ الا اللہ باین معنی جامع اصول خمسہ ہے کہ اللہ ہونا
 مستلزم توحید و تقدس و حقیقت و وجوب طاعت سمجھیں اور یہ جارون
 امر مستلزم نبوت و تبتلا و تکلیف و بقا ہے حجت خدا و جزا و عفو کی جانب
 تصریح اسکی مقدمہ تحقیق العقائد میں بطریق تدقیق اور استرشاد میں بطرز
 توضیح اور متن متین میں بوضع ذہن نشین ہونی ہے خلاصہ یہ کہ منکر امامت
 دنیا و آخرت میں کافر و نجس العین ہے مثل ہنود و نصاریٰ و مجوس و سک
 و خنزیر اور انکے امثال کے اور اس مقصد کی پانچ دلیلین جو مقصد قصویٰ

یعنی لکھی ہیں بیان ہی کہتا ہوں۔ دلیل اول۔ امامت باتفاق فریقین ضروری
 دین سے ہے اور مسئلہ متفق علیہا ہے کہ منکر بلکہ مستحق ضروری دین کا فرق ہے
 دوم۔ حدیث میں بات منقولہ فریقین سے صراحتاً تکفیر منکر امام ظاہر ہے۔ سوم
 دعای اعتقاد میں جناب امام موسی کاظم نسبت اعتقاد امامت صاف ہدایت
 فرماتے ہیں اس اقرار کے کہ بے اعتقاد امامت جناب مرتضوی و بقیہ ائمہ ہدیہ
 سب اعمال صالحہ تلف و رایگان ہیں کمال علیہ السلام و من لا ینفق بالاعمال
 وان زکات و لا دھاراً منجئاً وان صلحت الالولکایت و الہتہام ربہ و الاقرا
 بفضائلہ و القبول من حملتہا و التسلیم لہ و اتقا یعنی جناب امیر و ہ ہیں کہ
 ہکو و ثوق اپنے اعمال حسنہ پر نہیں اور وسیلہ نجات ہم اپنے اعمال صالحہ کو نہیں
 جانتے بے اونکی ولایت اور امام جاننے کے اور بے اقرار و قبول و اعتماد
 اونکے فضائل کے جو راوی معتبر کہتے ہیں فقط چہاں ہم عبارت مندرجہ بالا اسی
 رسالہ ذہبیہ کی ہے۔ بجز ثبوت حجت ان حضرات طبایات کا دلائل عقلیہ و نقلیہ
 کہ مختصر بیان اسکا اس شرح میں ہوا اور مفصل اور رسالوں میں خادم
 نے لکھا ہے۔ تکملہ باقی رہا یہ کہ جواز معاملات و صحت عقود و عہود و درمیان
 کومنین و منکرین کسوجہ سے ہے سو وہ بوجہ ظاہر ہے مختصر یہ کہ لغتوای
 کریمہ فقہی اضطرر غیر بکاف و لا عادی فلا اثم علیہ یعنی جو کوئی لاچار
 ہو جاوے نہ وہ کہ بغاوت و عدوان رکھتا ہو اور سپر کچہ گناہ نہیں حالت
 اضطرار میں جائز ہے جیسے کہ ایک مسلمان ملک فرنگ سے بھل سکتا ہو بسبب
 عوائق لامحالہ و عین میں گنہگارے گا اور جہانک بچا جائے گا بچے گا واللہ
 اعلم و احکم بہتر فرماتے ہیں وان من دینہم الوسع و العفۃ

والصدق والفقر والصلاح والاجتهاد واداء الامانة الى البادر
والفاجر وطول السجود وقيام الليل وصيام النهار واجتناب المحارم
وانتظار الفرج بالصبر وحسن الصلابة وحسن الجواز وبذل المعروف
وكف الاذى وبسط الوجه والنصيحة والرحمة للمؤمنين اور اوسكے
طریقہ میں سے ہے پرہیزگاری و پاکیزگی اور سچ اور راستی و ریاضت اور انابت
کا پیرو دنیا نیک و بد کو اور دیر تک سجدے میں رہنا اور راتوں کو نماز میں پڑھنا اور
دنوں کو روزی رکھنا اور حرام سے بچنا اور کشائش کی راہ دیکھنا ساتھ صبر کے
اور اچھی طرح ساتھ دینا اور پاس رہنے کا حق سمجھنا اور اچھے کاموں میں مصروف
رہنا اور رنج سے بچانا اور خوش خلقی اور نصیحت اچھے کام کی کرنا اور مؤمنین پر
مہربانی فرمانا **فائدہ** یہ سب بیان ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا تفصیل
بعض علم فقہ سے متعلق ہے اور بیان بعض علم اخلاق سے اور اس جگہ مزید یہی منظر
ایجاز کافی ہے ومن اللہ الہدایۃ للقبول والوصول **فائدہ** کلمہ انتظار
الفرج حواس کلام ہدایت انجام میں واقع ہے ارادہ و معنی کا اس سے ظاہر اول
یہ کہ حضرات معصومین امور دین میں منتظر کشائش رہتے ہیں چنانچہ اسی اعتبار سے
لقب حضرت صاحب الامر مظهر بصیغہ فاعل معتبر ہے یعنی حضرت کو انتظار کشائش
آئی کا ہے کہ غلبہ و نفرت آئی ہو تو ظہور و خروج فرمائیں اور بصیغہ اسم مفعول منظر
ترصد عالم کہ کب ظاہر ہوں۔ دوسرے یہ کہ طریقہ ائمہ ابراہیمہ ہے کہ بیچ دنیا و آخرت
مضطرب نہیں ہوتے بلکہ بامید فضل آئی مطمئن و بطریق توکل رہنمائی کشائش رہتے
ہیں اور اگر کوئی کہے کہ اور ائمہ ہدیٰ کو سوائے حضرت قائم امور دینیہ میں کیا
صورت انتظار نہ سرج تھی حالانکہ علم اولیٰ انصرام عہد اپنے پر بدو نہی فوج محیط

تھا جواب یہ ہے کہ اس میں اشارہ رجعت ہے جو حضرت امام نے کتبہ بنظر
 تالیف تصریح سے ابلغ رکھا اور باب رجعت میں عقیدہ امامیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
 نے مقتضائی مصلحت عالم و بغرض بقای حجت جناب صاحب الامر کو طول
 عمر دیا اور ضیبت میں روستی زمین پر کسی جگہ رکھا ہے اور جب حکمت الہی مقتضی
 ہوگی ظاہر کرے گا اور آپ کے عہد طور میں تمام عالم میں دین اسلام جاری ہوگا
 اور مؤمنین کامل کو امن ہوگی اور اہلسنت طاہرین دنیا میں رجوع فرمائیں گے
 اور مالک و وارث روسے زمین ہونگے اور بدترین عالم جو انکے اعدا ہن
 اور نیک ترین آدم جو انکے احبا ہن لقوت اعجاز معصومین قبروں سے
 اٹھیں گے اور بدو ان کو ذلت اور نیکوں کو عزت ملیگی اور حضرات ائمہ اسی
 کشاکش کے منتظر رہے ہن اور دلیلیں اسکی بہت ہن بعض انہیں سے میں نے
 کتب مذکورہ میں لکھی ہن اگرچہ یہ رسالہ متحمل انکے ایراد کا نہیں مگر مضبوط ہو
 توڑا ہر باب میں لکھتا جاتا ہوں یہاں بھی کوہ قلمی روانہ میں رکھتا معلوم ہو
 کہ عامہ مہر مہدی کے نو قائل ہن مگر امام آخر الزمان حضرت محمد بن حسن
 الحجة القائم کو مہدی موعود نہیں سمجھتے اور چند عذر و جرح بے معنی دیتے
 ہن اس واسطے خادم دلیل مدعا کو بطریق رفع مغالطہ مخالفین لکھتا ہے۔
 پہلا یہ ہے کہ زبان داب کہ حضرت خاتم کو مہدی موعود کہتے ہن بسبب شبہ
 تام کے جبکہ ماخذ روایت حدیث کو ٹہرایا ہے تا انکہ جب حضرت نے سب
 علامات اپنے سے بتائیں تو سائل نے عرض کیا کیا آپ ہونگے حضرت خاموش
 ہو گئے رفع استغفر اللہ یہ بتان عظیم ہے بلکہ حدیث المہدی من ولد
 قائل سے ثابت کہ حضرت قائم فرزندان جناب سیدۃ النساء خیر الورے

میں سے ہیں مغالطہ کہی کہتے ہیں کہ سید حسنی ہونگے اور نواحی کہ مغالطہ
 میں پیدا ہونگے مگر کوئی دلیل اسکی باقی نہیں جاتی شاید بطریق کشف و کرامت
 معلوم کیا ہو مفعول یہ بھی غلط محض ہے لقولہ المہدی من ولد الحسین یعنی حسینی
 ہیں مغالطہ اب سننا ہوں ۱۲۶۲ یا ۱۲۶۳ ہجری میں پیدا ہوئے ہیں مگر چاند
 برس چھ رہینگے اور تسری ام القری میں چھبے ہوئے پرورش پائی ہیں
 رفع سبحان اللہ یہ سب ہی بڑبڑا رہے کیونکہ ہم تو جنکی روایت مانتے ہیں تو کو
 معصوم جانتے ہیں شاید انہوں نے کسی طفل صغیر سے کہ اسکو بچہ معصوم
 کہتے ہیں یا کسی پیر نابالغ معصوم صفت سے سنا ہو کہ ماخذ اس عقیدہ کا لفظ
 نہیں کرتے شاید تو زیہ ہو مگر ایک شکل بت بڑی ہے کہ چالیس برس غیبت
 یوں ہی پائی جاتی ہے مغالطہ کہی ہول عمر سے استعجاب استعجاب فرماتے
 ہیں رفع تعجب ہکو ہے کہ حضرت عیسیٰ تو پیمبر ہیں اور حضرت الیاس و حضرت
 ادریس بھی اور حضرت خضر کی بھی نبوت میں یہ مختلف القول ہیں مگر رومی
 زمین پر اور مقام نامعلوم میں عہد آنحضرت سے تا خروج و قتل اوسکے یہ
 بزرگوار دجال ملعون کا ہی طول عمر مانتے ہیں مگر صاحب الامر کے طول عمر کو
 گہراتے ہیں پس ایسا اہم زمان جسکی طاعت و معرفت شرط صحت لئے ایمان
 کی ہو اور یہی ہکو بتائیں خلفای ثلاثہ کے منکر و محارب کو تو کافر کہتے ہیں نیز
 اور نسے بڑبڑا ہونڈہ لائیں مغالطہ غیبت جناب صاحب الامر میں لفظ
 ہدایت سمجھ کر عدم وجود آپ کا برابر بتاتے ہیں رفع ہجرت و خلفاء ایسا
 سلف و آنحضرت کو کس دلیل سے جائز رکھا وہی دلیل ہماری ہے فرق نبوت
 و وصایت و وحی و تعلیم مجاہدین اور یہ کہین کہ وفات خاتم النبیین فکر و جستجو

حجت کون ہے اور قرآن شریف تو وہ ہے جس سے تشرذہب والے
دلیل لاتے ہیں انکو حق و باطل بدون تفسیر معصوم لیونکر میز ہوا اور اگر صحت
حدیث نبی میں روایت بغاۃ و فساق کافی سمجھنا اور اونکے تحقیق حال سے چشم پوشی
کرنا معقول کہتے ہیں تو اس معقولیت کی کیا دلیل ہے اور ہم کہ غیبت میں صحت
حدیث معصوم اقامت رواۃ و مطابقت قرآن شریف و مخالفت اہل قیاس
پر رکھتے ہیں اس میں کیا فساد اور کون سی قیاحت ہے مغالطہ فائدہ ضیعت
کیا ہے نا لانگہ مگر اہی امت بر ملا ہے رفع معارضہ کرتے ہیں کہم خروج و جاک
و نزول میسے میں کیا دیر ہے اگر مصلحت خدا پر منحصر ہے تو یہ بھی ویسا ہی
ہے مغالطہ چالیس مؤمن کے جمع ہونے پر ظور قائم مشروط ہے اب لاکھوں
میں چالیس ہی نہیں والا ظور ہوتا رفع یہ بڑی تعریف شاہجی نے تحفہ میں لکھی
ہے اور ہم کہتے ہیں کہ وہ چالیس خاص ہیں با سائیم و ذاتہم بس ترکی تمام شد
مغالطہ رجعت بعینہ تناسخ ہے جسکو ہند و آواگون کہتے ہیں رفع اللہ اکبر
معنی رجعت کیسے معمول مطلق ہیں کہ بجز تناسخ تعبیر اوسکی نہیں ہو سکتی سمجھ لو کہ رجعت
کہتے ہیں پہلے کو اور تناسخ جسم بدلنے کو اب مساوات کیسے مغالطہ قرآن فیہ
سے ثابت ہے کہ کفار دنیا میں پہلے کو آرزو کرینگے اور پہلے سے گالیں
رجعت کس طرح ہوگی رفع وہ آرزو بعد حشر ہے اور یہ رجعت دنیا میں۔
کس طرح واقعہ حضرت غریب قرآن شریف سے ثابت ہے اور کس طرح حضرت
عیسے و آنحضرتؐ نے اور جناب امیر اور امکہ ہڈے نے مردے جلانے اور
بقول تمہارے پیران طریقت نے کس طرح شعبہ دے دکھائے تا آنکہ تم باذن کھنا
بلکہ نگاہ بہر کے دیکھنا با کوئی ٹھوکر لگا دینا کیونکر قائم مقام تم باذن اللہ ہوا

حضرت عیسیٰ نبی مرسل ہیں اور امام مہدی دوسی سے نساوہ نہیں ہو سکتے پس حضرت
عیسیٰ انکے مقتدی ہونگے بلکہ یہ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے مگر ملت محمدیہ پر رفع
اگر قید ملت نہ لگاتے تو نصاریٰ میں خوب بجا آئے کیونکہ حفظ مرتبہ رسالت طاری
مقتضی اسکا ہوتا کہ انہیں کے دین پر چلتے لاجول ولا قوۃ الا بالعد العلیٰ العظیم
اول تو یہی سجدہ لین کہ حضرت عیسیٰ دین برہاس حضرت کے ہیں جب سے آنحضرت نے
دعوت کی اور اسی دین کو طے کر کے پس حضرت کی امت میں ہوئی اور جب یہ امت میں
داخل ہوئے اور امامت حضرت قائم حسب حدیث مرویہ ابن ماجہ وغیرہ ثابت ہے تو
لا محالہ اس کے مقتدی ہونگے اور یہ امر دلیل شرف حضرت قائم ہے کہ انبیاء اس کے
اوصیا سے اقتدا فرمائیں اور دلیل افضلیت اوصیا سے آنحضرت بجای خود
مذکور ہوئی۔ ولأجل ثبوت حجت بہت ہیں ازاں جملہ بہت اس امت کے نبی اسے آج
سے کہ واقعہ ہزاروں کی رجعت کا قرآن میں مذکور ہے لقولہ تعالیٰ اَلَمْ تَرَاۤءِ
اَلَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا مِنْ دِیَارِہُمْ وَہُمْ اُلُوۡفٌ کَذٰلَکَۃَ لَمَّا کُفِّرُوۡۤا عَنْہُمْ
اَللّٰہُ فَمَوۡنُوۡا اَتَمَّ اٰیۡتِیۡاۡہُمْ یٰۤسَیۡنَ کیا نہیں معلوم تمکو حال ادا کا جو ہزاروں موت
کے ڈر سے اپنے شہر چھوڑ کر نکلے تھے پھر خدا نے اوکو مارا اور پھر ادا کو بلا لیا۔
دوسری دلیل یہ ہے کہ قیامت میں بدلیل قولہ تعالیٰ فَلَمَّا یُعَاۡدِۡرُ اَحَدُہُمۡ
حُشْرًا وَّکَانَ اُوۡرۡۃً لِّاٰیۡتِیۡہِ فَوَجَّۡا مِنْۢ بَیۡنِکَیۡنَ
بِاٰیۡتِنَا بَعْضُ اَمۡمَہٗ جَمَعۡدٌ مِّنۡ حَقِّہِیۡنَ مَشۡوَرٰہُ ہُوۡنَکَیۡہِ سِیۡۃَ اَیۡہِ کَاۡوُۡہُمۡ
حَتّٰی لَہُمۡ تَلۡکُوۡنَ فَنُفِثَہُ وَیَبۡکُوۡنَ اَلَّذِیۡنَ کُفِّرُوۡۤا عَنْہُ سِیۡۃَ اَیۡہِ کَاۡوُۡہُمۡ
باقی نہ رہے گا اور دین حق کل دنیا میں اجرا پائے گا جو تھے و فاسی وعدہ آتی
جو کہ یہ وَعَدَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ لَیَسۡخَرَنَّہُمْ فِیۡ اَلۡاَیۡمِ

میں تسلط و تمکین و امن بعد خوف اور کریمہ اِلاَ اَرْضَ يَرْثُهَا مَن وَرَاثَتِ
 ملک دنیا بطریق ہدایت اور کریمہ وَرَثَتِہٖ اِنْ غَنِمَ اَمَامَتِہٖ و وراثت کا بعد
 ضعف ثابت ہے اِحق او سکے ائمہ حضرات ہیں کہ سب مومنین صالحین سے
 ارجح و اسبق ہیں بسبب وفات ظاہری بدون رجعت متصور نہیں یا بخوبی
 صدق و عید غرضی دنیا جو کفار کو مثل آئینہ اُولَئِكَ لَمْ يَمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
 وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ بنظر فوت او سکے منہرجعت پر ہے فافہم ہر حضرت
 نے افادہ فرمایا ثم الوضوء عکما فرض اللہ فی کتابہ العزیز غسل الوضوء
 والیدین و مسح الرأس والرجلین واحداً فربضنتہ و اثنا استنجان
 و من ذاد علی الاثنین فقد اثم ولا لوجہ بعدا۔ پھر وضو جیسا کہ اللہ تعالیٰ
 نے فرض کیا ہے قرآن شریف میں دہو ثابو نہ کا اور دو لون ہاتھوں کا
 اور مسح ہے سر کا اور دو لون پاؤں کا ایک بار فرض اور دوسری بار مستحب اور
 جسے بڑھایا دو بار پر تحقیق وہ گنہگار ہوا اور کچھ ثواب نہ ملے گا اسکا فائدہ
 اس قول میں بیان مسائل و فروع ہے اور شرح او سکے بہ ترتیب تمام متعلق لغیب
 مگر اتنا جانتا چاہیے کہ عامۃ پاؤں کا دھونا فرض سمجھتے ہیں حالانکہ سیاق عبارت
 قرآن و وجوب مسح برناطق ہے لقولہ تعالیٰ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ
 لِلصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْہَکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوسِکُمْ
 وَارْجُلِکُمْ اِلَی الْكَعْبَتَیْنِ یعنی اسی ایمان و الوجوب تم نماز کو اٹھو تو دھو
 اپنے مونہوں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں پر اور
 پاؤں پر گٹھن تک اور یہ حکم بلا تشبیہ قاعدہ نحو می میں مثل اس عبارت کے
 ترکیب قطعی رکھتا ہے کہ کوئی کہے اضرب خادمی و غلامک براہہ و ارحم علی

ابن زید و عبداللہ باہر بیٹھے مار لو کہ کو میرے اور اپنے ظلام کے سر میں اور
 رحم کر ابن زید و عبداللہ پر سبب جانے او سکے کے اور دونوں عبارتوں سے
 واضح ہے کہ ایک ایک حکم جو دو پر شامل ہے اور ہر جگہ عطف قریب پر ہے نہ یہ
 کہ معطوف مفعول جملہ اولیٰ الیہ جملہ معطوفہ واقع ہوا اور شاید کہ ایسی تقید تو کسی
 متعرب کے کلام میں نہ ہوگی فافہم اور یہ صورت جو ان بزرگواروں نے بنائی
 ہے صراحتہ خلاف قاعدہ نحو ہے اور محکو تعجب ہے کہ اگر ابو اسود دہلی نے بنیاس
 شاگردی جناب امیر یہ صورت نحو میں ذکر نہ کی سیبویہ و فراہ و ابو العباس و
 جاحظ و زحخشہ و ابن حاجب و جامی و میر شریف اور دیگر اہل تالیف کہاں
 خواب خرگوش میں تھے کہ سب نے اپنی بنیاس اسلام خراب کی یعنی یہ مسئلہ نحو میں
 نہ لکھا تا کہ وضو میں غسل طہین صحیح ہو جانا اور نماز اوٹنکی باطل نہ ٹھرتی اور فقہا
 و اہل کلام پچاروں کو صرف اتفاق یاروں کا بخلاف قرآن اختیار کرنا نہ پڑتا
 چنانچہ بیان مسیح خفین میں تصریح او سکی ہوگی پیرانادہ فرماتے ہیں وکافی نقض
 الوضوء بالیسیم والبول والغائط والنوم والجنابة اور وضو نہیں پڑتا
 کچھ سو اباد اور پیشاب اور براز اور نیند اور جنابت کے قائل یہ بیان تو ان
 وضو ہے اور احکام ان کے تفصیل فقہ میں اصرح ہیں مگر یہ جانا چاہیے کہ عامہ کے
 قیاس بلکہ راسی میں شوق مقدمہ کہ وہ بطل نماز ہے لواتحض وضو زیادہ ٹھہرے ہیں
 اور کلام معصوم میں کہ جامع مانع ہے بعد نوم و جنابت حاجت تفصیل اقسام
 نہ رہی کمالا یخفی علی الفقیہ پیر تحریر فرمایا دمن مسیح علی الحفین فقد خالف اللہ
 ورسولہ وکتاہرہ و لیرجی عنہ وضوء ولا صلوٰۃ ولا ایمان لہ و فلا یکان
 علیہ السلام خالف القوم فی المسیح علی الحفین قال عمر ابیت النبی

میں علی الحنفین فقال علی قبل نزول سورۃ المائدۃ اوبعدۃ فقال مراءد
 فقال علی و لکن انا ادرے لو میں علی الحنفین بعد عاتزلت سورۃ المائدۃ
 اور جسے مسیح کیا موزون پر تحقیق مخالفت خدا کی اور سننے اور مخالفت قرآن مجید
 و رسول خدا اور وضو و سکا ہرگز پورا نہوا اور وہ بے ایمان ہے اور یہ

اس دلیل سے کہ بے شک جناب امیر نے برخلاف نجاہ فرمایا ہے موزون پر مسیح
 کرنے میں جب کہ امیر خطاب نے کہ دیکھا میں رسول خدا کو موزون پر مسیح کرتے
 تو پوچھا جناب امیر نے کہ نزول مائدہ سے پہلے یا بعد عمر نے کہا میں یہ نہیں جانتا
 فرمایا جناب امیر نے کہ مگر میں جانتا ہوں کہ ہرگز مسیح نکلیا اور حضرت نے بعد
 نزول مائدہ موزون پر فائدہ موزون پر چڑھ کر مسیح کرتا و موزون قرآن
 شریف سے ہرگز ثابت نہیں مگر عقائد عامہ میں داخل ہے چنانچہ سب کتابوں
 میں اہل لکھا ہے تا آنکہ شرح عقائد فی بین تقاریر الی لکھتا ہے کہ یہ علامت
 جماعت ہے اور سلف کا اپنے یہ قول لایا ہے کہ علامت سنت جماعت کی میں
 ہیں تفصیل الشیعین و حب العیشین و المسلم علی النقیین یعنی ابو بکر و عمر کو فضیلت دینا اور
 عثمان جناب امیر سے محبت رکھنا اور موزون پر مسیح کرنا سبحان اللہ کیا مقول
 اچھی علامتیں رکھی ہیں تینوں طبع زاد و خلاف قرآن و حدیث حال تفصیل تو یہ ہے
 کہ خود یہ حدیث الحسن و الحسین فاضلان فی الدنیا و الآخرہ و ابہما خیر منہما
 یعنی حسین افضل و برتر ہیں دنیا و آخرت میں اور والد ماجد اونکے اونسے ہی
 بہتر ہیں اور حدیث علی خیر البشر من ابی القدر یعنی علی سب بنی آدم سے بہتر
 ہیں جسے شانا کا فر ہوا اور حدیث علی خیر البرۃ یعنی علی سب خلق سے بہتر ہیں
 روایت کوئے ہیں اور قرآن شریف سے مرتبہ رفع جناب امیر اور توصیف لفظ

خیر البریہ ظاہر ہے پہر ہی تفضیل شیخین کو علامت اپنے مذہب کی ٹہرائے ہیں تو گریا
 کہ دعویٰ مخالفت حکم خدا و آنحضرت و قرآن مجید کرتے ہیں اور اسبط مقرر ہیں کہ
 محبت اہلبیت عموماً یا قلاً اس کا حکم صلہ ہدایت میں واجب ہوئی ہے اور علامت
 اپنے مذہب کی بے دلیل محبت اوس شخص کے جو اہلبیت میں نہیں ہے بلکہ مخالف
 خدا و رسول و قرآن شریف و اہلبیت علیہ السلام ہے اور یہ ایسے مذہب ناحق کو حق
 جانتے ہیں اور مسیح خفین کا حال یہ ہے کہ اس حکم کو قرآن پر زیادہ ماکر علامت
 مذہب کی بتلاتے ہیں مذہب معلوم اہل مذہب معلوم پہنا نیچے اسی باب میں شائع
 تھا زانی کہتا ہے۔ ان کان زیادۃ علی القرآن اب مشنہ غور کرے کہ اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین یعنی سب تر و خشک قرآن
 میں ہی ہے اور بیت مذہب اہل ہلام میں ثابت ہے کہ ان حکم قرآن شریف سے
 نا پڑھیں پس میں معلوم کہ باوجود اقرار جامعہ فقہاء و علماء امت ہدایت
 ان کا کس درجے سے ہاں یہ سب کہ خلیفہ ثانی کو رائق نبوت قرار دیتے ہیں اور
 بنا ہی رکھی ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر یعنی جو میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر
 اور یہ بھی کہتے ہیں کہ الحق نطق علی لسان عمر یعنی حق عمر کی زبان پر ہوتا ہے اور
 خلیفہ جی نے دعویٰ بغیر شریعت زبان خود کیا ہے کہ لکھا قال کاننا مستعان فی
 رسول اللہ و فی خلافتہ ابابکر انما امر ہما متعہ الحج و متعہ الذی یبغی و وفوہ تہجج و کسا
 محمد حضرت و خلافت ابی بکر میں تھے اور میں اون دونوں کو حرام کہتے دیتا ہوں
 اور علی علیہ السلام کو کئی کتاب ملی تھی فاروق میلہ کذاب بنا کر نبی قرار دے لیا
 ہوتا معتقد تو کہتے تھے ہی جہاں تو ہیں جانے مگر جب خدا کے فضل سے وہی
 رسول زورج بول چلنے دیتا کیا تھا او کو شہید کر لیا ہوتا پس فراغت سے عاقبت

مصالح کے ساتھ ہولیتے آخر دین تو ویسے ہی نہ تھا دنیا میں یہی نام رہا ہے
 رستم ہا زمانہ میں نہ سام رہ گیا * مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا * فائدہ
 مسیح خفین سے ناقامی وضو ظاہر ہے بسبب باقی رہنے مسیح رطلین کے مذہب حق
 پر اور غسل رطلین کے مذہب باطل پر یعنی جبکہ ان دونوں مذہبوں پر مسیح غسل
 رطلین واجب ہے اور مسیح خفین کو حکم نہیں جسے حکم کو ترک کیا اور خلاف حکم اپنی
 طرف سے زیادت کی وضو اسکا کب ہوا فائدہ لایا بے ایمان ہو جانا مسیح کو نبی
 کا موزون پر اس دلیل سے ظاہر ہے کہ خلاف قرآن روا سمجھتا ہے فائدہ
 یہ جو ذکر معارفہ جناب امیر فرمایا مراد اس سے یہ ہے کہ آپ نے مسیح خفین کو
 منع فرمایا اور جب خلیفہ نے کہا کہ ان حضرت نے موزون پر مسیح کیا تھا تو آپ نے
 وقت پوچھا یعنی منہ کا حکم آنے سے پہلے یا چھپے تو خلیفہ جی نے سہو یا چھپ
 اپنا ظاہر کیا پھر آپ نے تصریح کی کہ بعد نزول دائرہ جبین حکم وضو ہے ہرگز ان
 حضرت نے مسیح کیا مگر خلیفہ جی باز نہ آئے اور ظاہر الامر منسوخ و ممنوع برقامت
 ہے اور طریقہ انکا مصداق اس مثل کار ہا نیم ملاحظہ ایمان نیم حکیم خطہ جان
 بلکہ مورد اطلاق میں تعدد و حدود اسکا ہوا فائدہ لایا کہ مخالف مذہب عام حکم
 جناب امیر سے باقرار اس کے جا بجا ثابت ہے مثل مسئلہ بیع اموات ولہ و مسیح
 خفین چنانچہ شرح عقائد تقارانی میں بھی اختیار مسیح بخلاف جناب امیر مذکور
 پر افادہ فرماتے ہیں ولا فستال من الجنابة ولا نزال والحیض والنفا
 والیت لھا بوجہ فرض اور غسل کرنا جنابت و انزال و حیض و نفاس اور مرد
 کے جھونے سے جب ٹھنڈا ہو جائے فرض ہے اور تفصیل مسائل متعلق بہ فقہ
 فائدہ عامہ غسل مس میت کا وجوب نہیں سمجھتے اور دلیل نقلی اس کے خلاف

کی خود نماہر ہے۔ پھر فرماتے ہیں وغسل یوم الجمعۃ والعیدین ودخول
 مکتہ والمدینۃ وغسل النبیات والاحرام ویوم عرفة واول لیلۃ من
 رمضان ولیلۃ تسعة عشر واحدی وعشرین وثلاث وعشرین سنة
 اور غسل روز جمعہ وعیدین ودخول مکتہ معظمہ ودخول مدینہ مشرفہ وغسل نبیات
 وغسل احرام وغسل روز عسرفہ وغسل شب اول و شب نوزدیم و شب بہت
 رکیم و شب بہت وسوم ماہ رمضان المبارک سنت ہے اور مسائل بالکافی فقہ سے
 متعلق ہیں۔ پھر افادہ فرماتے ہیں وصلوۃ الفریضۃ الظہار اربع رکعات وکذا
 العصر اربع رکعات والمغرب ثلاثہ رکعات والعشاء اربع رکعات والفجر
 رکعتان وذلک سبعة عشر رکعة اور نماز فرض ظہر وعصر وعشا کو چار چار اور
 مغرب کو تین تین فجر کو دو دو کل سترہ رکعتیں ہیں فائدہ کلام معصوم بہ ترتیب اوقات
 واقع ہے اور ترکیب و مسائل نماز متعلق بہ فقہ ہیں۔ پھر تحریر فرمایا وصلوۃ
 السنۃ اربع وثلثون رکعة ثمان رکعات قبل الظہر لظہر ثمان بعد الظہر
 وقبل العصر العصر اربع بعد المغرب وکعتان وانت جالس بعد العشاء
 الاحمرہ وثمان رکعات فی السجود والشفع والوتر ثلاثہ رکعات بعد الثمان
 تسلم بعد السکعتین رکعتان بعد الوتر یصلیہما اور نماز سنت چونتیس
 رکعت ہے آٹھماٹھ ظہر وعصر و تہجد کی اور چار چار مغرب کی اور دو وعشا اور شفع و فجر
 کی اور سو اٹھ ایک رکعت وتر کی ہے اور سنت ظہر قبل ظہر اور سنت عصر بعد عصر قبل
 بعد فریضہ مغرب اور سنت عشا بعد فریضہ عشا بیسکہ اور نماز تہجد آخر شب جب کو
 سحر کہتے ہیں اور اوسمین سحری رمضان کہاتے ہیں اور شفع بعد اوسکے ہو کہ تشریل
 وتر تین رکعت ہو اور وقت سنت فجر قبل فجر ہے فائدہ اس کلام بلاغت نظام

والشفع والوتر ثلاثہ رکعات والشفع والوتر ثلاثہ رکعات والشفع والوتر ثلاثہ رکعات

عصر اور سنت فجر

میں ترکیب نماز تعبد و تعیین اوقات کی بخوبی ظاہر ہے اور تفصیل خبر نکات
 متعلق بقعہ مجملہ ایجاز الالبیان ضرور مقصود رہی ہوگی فائدہ و ترکو امام نے
 ضمن بیان نوافل میں ذکر فرمایا اور اعداد نوافل و فرائض سے خارج رکھا ہے
 فائدہ کا بیان نافلہ عصر میں قید بعد النظر اشارہ ہے دخول وقت پر مکالمات
 اور قیاس عشاء عصر پر ہے فائدہ وقت سنت فجر صبح صادق سے
 داخل وقت ہے۔ بہر حال پنجہ کلام معصومہ سے ثابت اور زیادہ تفصیل زائد مقصود
 فائدہ و فرض واجب امامیہ کے نزدیک ایک ہیں بخلاف عامہ کہ وہ کہتے ہیں
 جو چیز فرض قرآن سے سراحۃً ثابت ہو وہ فرض ہے اور جو بدلیل ظنی ثبوت
 پائے وہ واجب ہے۔ مگر یہ بھی اصطلاح خاص بلکہ مجرود عمومی ہے کسوا سے
 کہ کسوا ہی مخصوصات عمریہ مثل خاتم النبیین ہونے آنحضرت کے اکثر فرائض
 فرض نہ ٹھہریں گے اور تفصیل اسکی ہی خالی تطویل سے نہیں مثلاً ترکیب نماز یا تعداد
 رکعات یا تعیین اوقات وغیرہ کہ اور سنت مندوب کے معنی ایک ہیں اور انہیں
 کے نزدیک نافلہ بھی و صحیح اور تحبی و غیرہ بلکہ عامہ کہ ان حضرت کے مامور بہ کو سنت
 اور آنحضرت سے کہہ دیں کہ کو سنت مستحب اور زیادت کو اپنے جو جنس طاعت
 میں داخل نہ کرنا۔ جیسے ہیں اور امامیہ نزدیک کسوا ہی خصوصیات کو امت پر
 عام مبین توہان و فعل آن حضرت سنت ہے لہذا از دیاد و ایجاد نماز و ایہ کا
 مثل اشہار ہے و چاہت یہ حمت اور کثرت نوافل بے تعیین وقت عبادت
 فرماتے ہیں براۃ الصلۃ فی اوان الوقت افضل اور نماز وقت میں بہتر ہے
 فائدہ ظاہر ہے کہ نسبتو امی کر سیرات الصلۃ کا تے علی المؤمنین
 کتاباً و سونے اپنے نماز مومنوں پر واجب ہے وقت مقرر کر کے حارث

وقت نماز ہوئی ہے نہیں پس یا تو اس کلام بلاغت انجام میں وقت سے وقت فضیلت
 مراد ہی یا لفظ اولیت یا فضیلت مقدر ہی بسبب ضیح عدم جواز خارج
 وقت میں یا غلطی غلطی کی واقع ہوئی اور بیان وقات میں ایک قول
 مفتی بہ نقل کرتا ہوں لکل صلوٰۃ وقتان اول وهو وقت الفضیلة
 وآخر وهو وقت الاجزاء فاؤل وقت الظہر اذا زالت الشمس
 یمتد وقت الفضیلة الی ان یصیر الفی علی قدمین والاجزاء
 ان یمقی لغروب الشمس مقدار اداء العصر واؤل وقت العصر
 فرغ من فريضة الظهر وآخر وقت الفضیلة الی ان یصیر الفی علی
 اربعة اقدام والاجزاء الی ان تغرب الشمس اول وقت المغرب
 غروب الشمس المعلوم بذهاب الحمرة المشرقية وآخر وقت الفضیلة
 اذا ذهب الشفق والاجزاء الی ان یمقی لانتصاف اللیل مقدار
 اداء العشاء الاخرة واؤل وقت العشاء بعد الفراغ من المغرب
 آخر وقت الفضیلة الی ثلث اللیل والاجزاء الی ان یمقی لانتصاف
 مقدار احداثها واؤل وقت الصبح اذا طلع الفجر الثانی واخر وقت
 الفضیلة اذا طلعت الحمرة المشرقية والاجزاء الی یمقی لطلوع
 الشمس مقدار رکعتین یعنی ہر نماز کے دو وقت ہیں اول وقت اور
 وہ وقت فضیلت ہی اور آخر وقت اور وہ وقت جواز ہی پس اول وقت ظہر
 زوال آفتاب ہی ہی و قدیم سایہ بڑھنی تک اور وقت جواز تک ہی قبل
 غروب عصر ہی پڑھ لیا جوی اور اول وقت عصر پڑھنا غروب عصر ہی چار قدم پڑھنے
 تک اور وقت جواز غروب تک اور اول وقت مغرب آفتاب چھپنے تک اور آخر وقت شروق تک

مغرب کی سرخی جانے تک اور وقت جواز نصف شب میں عشا کی لائق گنجانے
 رہنے اور وقت عشا بقیاس عصر ہے نصف شب تک اور وقت فضیلت
 ثلث شب گذرنی تک اور اول وقت فجر طلوع فجر ثانی سی ہی سرخی نکلنے
 اور وقت جواز قبل طلوع آفتاب تک و فضل الجماعة علی المنفرد بکل
 رکعة الف رکعات ولا تصل علی خلف الفاجر ولا تقیة الا بال
 الولاية اور فضیلت جماعت اکیلے پڑھنے والے پر ہر رکعت میں ثواب
 ہزار رکعتوں کا ہے اور نماز صحیحہ فاجر کی نہ پڑھ اور اقتداء بجز اہل تولد کے نہ کر
 فائدہ عاتقہ کی نزدیک جب امامت ایمان میں منق و ظلم سی فساد نہیں پڑتا
 کہ ذکر اوسکا اور گزرا امامت نماز کو بھی عام کیا ہی غرض یہ ہے کہ اسکے لئے
 اربعہ فی خلفائی مروانیہ و عباسیہ کو امام سمجھا اور انکے پیچھے نماز پڑھے
 اسو اسطی قید و شرط عصمت و فضیلت و منصوبہ صیبت امامت گبرائی میں
 اور قید و شرط اولویت امامت صغریٰ میں نہ رکھی اور خادم فی شرح میں
 کی تحقیق العقائد میں بخوبی کی ہے آدم برائیکہ امامت نماز میں امامیہ کے یہاں
 کیا حال ہے کلام معصوم میں دو شرطیں ہیں ایک ایمانی ایک اعمالی اول
 ایمانی کو بیان کرتا ہوں کہ صحت اعمال ایمان پر منحصر ہے۔ ایمانی یہ ہے کہ کہ
 ہدیٰ سے تولد رکھتا ہو جس طرح منقول ہی در وہ موقوف ہی درستی اصول ہے
 پر کمالا یحقی پس غلات و فضلیہ و مفوضہ وغیرہم ہی لائق امامت نہیں ہیں
 اعمالی یہ ہے کہ فاجر نہ ہو یعنی متقی ہو کس واسطے کہ جس طرح اعمال سبب بد مذہبوں
 کے حصہ تصور نہیں بغیر ائمریہ (ایما یتقبل اللہ من التوفیقین اعمال
 فشاں قجار کو ہی لائق قبول نہیں اور متقی ہونا موقوف ہے علیٰ اربعہ امور

فتوای جناب سلطان العلماء مدظلہ العالی میں بحوالہ المعتمد مشقہ دروغہ
 کہ کما میں شہیدین حمیدین رحمہما اللہ تعالیٰ کی بین بیہی وہی اجتناب
 الکباہر مطلقاً والصفائح مع الاصرار علیہا و ملازمة الفتویٰ اکا
 یعنی معنی عدالت یہ ہیں کبارسی مطلقاً اجتناب ہو اور صفائح کی اصرار سے
 ہو اور پیر گاری ایسی رکھی جاوے کہ کوئی امر او سکا جائی انگشت نہ ہو شرعاً و
 اوغفال جنسین یہ دو شرطین پائی جاوے وہ لائق امامت نمازی قطعاً فائدہ
 ظاہر ہے کہ اختیار واجتناب سب امور کا موقوف ہی حسن و قبح او نکاحا پیوں علم
 ہی ضرور ہوا فائدہ ثبوت اس مرتبہ کا اتفاق عام پر نہیں ہو سکتا کس واسطے
 کہ دیانت او کمی معتبر نہیں پس لامحالہ علمائے دین کا پسند کرنا شرط ہو گا پھر وہ
 ہیں ولا تصل فی جلود المیتة ولا جلود اسباع اور نماز پست بہنک
 اور درندوں کی نہ پڑم فائدہ اور ذبیحہ کے سوا ہر جلد میں نماز ناجائز ہی
 نمازی اشہ رائع وغیرہ اور دباخت کو عاترہ مطہر جلد نجس جانتے ہیں نہ امامت
 سوا اربعہ اذکر میذبح یعنی برابر ہی پکائی جائی یا نہ پھر فرما تو میں دلا بھو
 لای ان تقول فی الشہدہ الاول السلام علیکنا و علی عباد اللہ
 الصالحین لان تحلیل الصلوۃ التسلیم فاذا قلت هذا فقد سلمت
 اور جائز نہیں تجکو کہ شہدہ اول میں یہ کلمہ کہے کہ اس واسطے کہ نماز اس پر تمام ہو
 جب یہ کہاتوئے تو سلام ہو چکا یعنی نماز ہوگی فائدہ یہ ہر اہل
 واسطہ تنبیہ و تعلیم کی ہی تاکر طریقہ عامہ سوا حلیہ ہو نہ سب کلام بجا بطریق
 کلیہ دارد ہی پھر فرمائی ہیں والتقصیر فی ثمانیۃ فلا یخیر یدہا ہباً و
 یرید جائزاً فاذا قصرت افطرت ومن امر یفطر امر یجوز ہندہ صوم علیہ

بالقضاء لانه ليس عليه صوم في السفر من لم يقصر لم يجز صلوات
 لانه قد ادى في الفريضة وحل لتقصير يد في عز يد اثنا عشر ميلا
 اور قصر نماز آٹھ فرسخ کی سفر میں ہی جاتا ہو یا آتا ہو پس جو قصر نماز کرے گیارہ
 صوم ہی کرے گا اور جو سفر میں افطار کرے گا تو روزہ اس کا نہ ہوگا اور قضا لاؤں
 ہوگی اس واسطے کہ سفر میں اس پر روزہ واجب تھا اور جو قصر نماز اس کی اور
 نہ ہوگی کیونکہ اس نے فرض میں بڑا دیا یعنی محل قصر میں چار رکعتیں فرض میں
 پس گویا کہ فرض اس کی ذمہ رہا اور فصل ان مسائل کی متعلق فقہ سیوطی القضا
 فی اربع صلوة الغداة والمغرب والعشية والجمعة وكل القنوت
 قبل الركوع لا بعد اور قنوت چار نمازوں میں ہے فجر وغرب وجمعة
 اور سب قنوت قبل رکوع ہیں نہ بعد رکوع فائدہ کا یہ مسئلہ بھی مختلف ہے
 اور عاتقہ بعد رکوع قنوت پڑھتی ہیں چنانچہ شافعی نماز فجر میں اور حنفی عشا
 میں اور طریق امامیہ میں رکعت ثانیہ میں قنوت سنت ہی نماز فرض ہو یا
 سندوب فرادی پڑھے یا جماعت پس تخصیص چار نمازوں کی اس قول میں
 باعتبار تاکید سنت ہی پھر فرماتے ہیں۔ والصلوة علی المیت
 خمس تکبیرات فمن نقص عنها خالف السنة وليس في صلوة الجنان
 تسليم لان التسليم في صلوة فيها ركوع وسجود وليس في صلوة
 الجنان ركوع ولا سجود اور نماز میت میں پانچ تکبیریں ہیں جسے کم
 کہیں خلاف سنت کیا اور وہیں سلام نہیں کہو اس کی سلام میں نماز میں
 کہ جس میں رکوع وسجود ہو اور حال یہ ہے کہ نماز جائز میں رکوع ہی نہ سجود فائدہ اس
 مسئلہ میں ہی عاتقہ کا مختار ہے کہ چار تکبیر کے بعد سلام ختم کرتی ہیں پہلا سلام کیا والیبت

یوسل من قبل دجلیہ و یروج قبرہ ولا یسفر اور مرد کو سہ ہانا بھیجے اور سنی
 آگے کر کے قبر میں لیجانا چاہی اور قبر کو سہوار کرنا چاہی نہ یہ کہ لشکر کو ہان
 اور بہہ ہی عامہ میں باعکس ہے اور بعض نسخہ میں نسل بجای نسل واقع ہی
 اور مراد اس سی ہی قبر تک لیجانا ہی۔ پہر افادہ فرمایا و لجمہ بسم اللہ
 الرحمن الرحیم سُنَّہ فی صلوٰۃ الخافیۃ قدام فاتحۃ الکنا
 والسودۃ غیر ہا اور بسم اللہ کو ظہرین میں بھر پڑھنا چاہئے قبل
 الحمد و سورہ اور سوا اسکی یعنی سب نمازوں واجب و نافل میں فائدہ
 صلوٰۃ خافیہ سی ظہرین مراد میں بمقابل جہر تہ کہ فجر و مغرب میں کو کہتی ہیں اور
 معیند اویہ ہا واسطے احتمال نافل کہ ہے فائدہ جہر بسم اللہ کو یا علیٰ سنی
 جیسا کہ ہشتی و شت است میں پہننا اور آئین کا سورہ فاتحہ کی آخر کو نہ پڑھنا
 اور عامہ ان تینوں مروئین مخالف ہیں یہ افادہ فرمایا و التکوۃ المفضی
 من کل مائی در ہر خمسہ در اہم ولا تجب فیما دون ذلک شیء ثم
 کما ان زاد اربعون در ہما وجبہ ہر ہم ولا یعطی حتی یحول الحول علیہ
 لا یخرج الا اهل الکویۃ والمعرفۃ اور زکوٰۃ واجبہ و سورہ ہر میں سے
 پانچ دہم ہیں اور دوسوی کم میں کچھ نہیں اور جب دوسوی زیادہ ہو تو ہر چھ
 بیچو ایک ہی اور دی نجائی جب تک کہ ایک سال بٹ نہ جائی یعنی جب سال گزری
 تو اسی صلب سی دینا چاہی اور نہیں دی جائی مگر سونو کو پہر افادہ فرمایا۔
 والخمس من جمیع المال مرۃ واحدا۔ اور خمس مال میں سی ایک بار ہی عینے
 خمسہ پنجم حق سوا ہے والعشر من الخنطۃ والشعیر والتمر والزبدی کل شیء
 یخرج من الارض من الجبۃ اذا بلغ خمسہ و سق اذا کال سق سیمان دان

بالدلاء فنصف عشر للمعسر والموسر ويخرج من الجبوت ومن كل شئ للفقيرة
والقبيضان لان الله تعالى يقول لا يكلف الله نفسا شئاً وسعها فلا
العبد فوق الطائفة او عشر مئة يحصل بيت المال كسيتيون اور جو وخرما و
انگور اور سب چیزوں میں جو زمین سے نکلیں بیل اور دانہ اور حب پانچ وسق ہو
اور آب و ان سے سنبھا گیا ہو سب یعنی دسواں حصہ اور جو مالکے دول سے
پانی لگایا ہو تو بیسواں حصہ تنگدست اور ذی مقدور کیسلاں اور سب طرح مالوں
میں ایک مٹھی اور دو مٹھی کا فرق ہی اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
خدا تکلیف نہیں دیتا کسیکو سوا اسکی سمائی سے پس پچیس مٹھیں تکلیف دیتا ہے کو
زیادہ طاقت سے فائدہ یہ سب احکام عبد الخضر سے تھے مگر
شیخ صاحبوں نے زکوٰۃ میں مال کے بدلے مال اور قیمت جاری کی اور تحقیق
پر حصر نہ کیا اور خمس کو اللہ بیٹے سے بند کیا اور جسکو چاہا دیا اور عشر کی سب
ٹھہرایا اور معتقدوں کی انکی حصہ آدھا بلکہ زیادہ اور زر نقد بحساب میں
جائز رکھا کمالائے خفہ اور احکام سب کی فقہ سے تعلق میں پھر افادہ فرمایا
والوسق ستون صاعاً والصلح اربعة امداد والمدر طلین وصابغ
بوطل العلق وھی ستة اطل بوطل المدينة اور ایک وثق ساء صاع
اور ایک صاع چار مد اور ایک مہسود وطل عراق ہی اور یہہ چھ مٹھیں ویتوز
کوطل سے ہی۔ پھر ارشاد فرماتے ہیں و زکوٰۃ الفطر فريضة على كل دین
صغير وکبير نوعه ذکر و انشی من الخنطة والشعیر والتمر والزبيب صاع
ولا يجوز ان يعطى الا لاهل الولاية اور زکوٰۃ فطر فرض ہی ہے برائی چھ
چھوٹا ہو یا بڑا آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت گھبروں اور جو اور خرما اور انگور

ایک صلح اور یہو امون کے دینا اور کوسکا اور کو جائز نہیں پھر فرمایا و اکثر لکھن
عشرۃ ايام و اقلہ ثلثة والمستحاضة بغسل و یصلی و الحائض یصلی
الصلاة و یقضى الصیام و النفساء لا تقعد اکثر من عشرۃ ايام فان
طهرت واکتاحت ثمر تغسل و یصلی اور بڑھ کر مدت حیض دس دن
تک ہو اور کمتر تین دن اور مستحاضہ غسل کر کی نماز پڑھ سکی اور حائض نماز روزہ
ترک کر سکی اور مستحاضہ غسل کر کی نماز پڑھ سکی اور حائض نماز ترک کر سکی اور روزہ
پہر سکی اور نفاس نہین پیشی کی نائید دس روز سی پس اگر پاک ہو جاوے یا خون بند ہو
تو پھر غسل کر سکی اور نماز پڑھ سکی فائدہ اکثر مدت نفاس دس روز ہیں اور اقل
کی حد نہین کہی ایسا ہی ہوتا ہی کہ ایک بار وقت ولادت طفل خون آئی اور پاک
ہو جاوی پس بے تاہل غسل کر کی نماز و روزہ بجالائے پھر فرمائی عین یصام
شہرہ رمضان شریعتہ ولا یجوز التراجع بالجماعة لان ذلک بدعة و
ضلالة و کل ضلالة سبیلہ فی النار اور ماہ رمضان کے روزی چاہے کہ
رکھ جائیں گی فائدہ اور تراویح میں جماعت جائز نہیں کیونکہ یہ عبت
ضلالت ہی اور یہ ضلالت موجب خول ناری فائدہ جماعت تراویح میں
بافلار عامۃ ایجاد اونکے خلیفہ ثانی کا ہو گا وہ میں بہت اہتمام کرتی ہیں اور یہ
اججاد یہ ہی کہ سیوطی فی تاریخ الخلفاء وغیرہ میں جماعت تراویح کو انکی اولیائے
میں لکھا ہے پھر شاو کیا و صوم ثلثة ايام سنہ فی کل شہر البقاء بین
الخمسین والخمیس من العشر الاول واربعة من العشر الاوسط والخمیس الاخر
اور روزہ میں دن کی کچھ رتبہ دینا جو چھینو کی معنی پختہ ہے یا مشرک اور چار
دہیہ دوم کا اور پختہ دہیہ غیرہ کا ہر ماہ میں ہفت روزہ فرمائی ہیں و صوم ثلثین

سنہ قال رسول اللہ ﷺ ما لشعبان شہری ورمضان شہر اللہ
 اور ماہ شعبان کے روز و سنت ہیں فرمایا آنحضرتؐ ثانی کہ شعبان میرا
 ہی اور رمضان خدا کا پہر فرماتے ہیں و صوم رجب حق ہے
 و فیہ البرکۃ سنہ اور روزی رجب کہ وہ مہینہ بڑا برکت کا ہے
 سنت ہیں پہر فرماتی ہیں فان قضت فوائت شہر رمضان متصرفا
 اجزاك عنہ پس اگر قضای رمضان کو قبل رمضان آئیدہ رکبلی تو ادا ہو جائیگا
 پہر فرماتی ہیں و حج البکیت و رضیۃ لمن استطاع الیہ سبیلا و سبیل
 التزاد و التراحلتہ و لا یجوز لک لقارن و لا فراق الدین لتستعملھا
 العامۃ الا لاهل مکہ و حاضرینہا و لا یجوز لہم الحج تمتعاً و لا
 الحج للنساء الا تمتعاً و لا یجوز لہم احرام دون المیقات قال اللہ
 و امنوا بالحج و العمرۃ و لا یجوز فی النساء الحج لانه ناقص و یجوز لکن
 المخصوص و حج کعبہ فرض ہی و پیچہ سکو استطاعت ہی سبیل کی یعنی باہر حج و
 سولہ کی کا قدر و مواز قرآن و افراد نکو جائز نہیں جس طرح عامہ کہ قرآن مکروہ
 اہل مکہ و حضار مکہ کے اور انکو حج تمتع جائز نہیں اور عورت سو حج تمتع کر نہیں
 اور احرام سو امیقات درست نہیں اللہ تعالیٰ فرمایا ہے پورا اگر حج و عمرہ کو او
 فسک یعنی قرآنی میں ختی جائز نہیں کیونکہ وہ ناقص ہے اور خصیصہ کو فتنہ جائز
 فائدہ یہ سب احکام و مسائل نماز و روزہ و زکوۃ و فطر و حیض و استحاضہ و حج
 و عمرہ فقہ میں مفصل شرح ہیں کر اؤ نکا پڑیل جمال دو وجہ سی فرمایا اہل رب
 شعائر و شائع سلام ہیں دو سرے یہ کہ عامۃ ان احکام میں انحراف
 سکتے ہیں اور تفصیل او سکی جو صلہ ایجاز سے باہر ہے

من شاء فليمتح إلى المطولات پیرافا وہ فرمایا والجهاد واجب مع الإمام العادل
 ومن قتل دون ماله فهو شهيد ومن قتل دون نفسه فهو شهيد ومن قتل
 دون اهله فهو شهيد اور جہاد واجب ہے ساتھ امام معصوم کے اور جو
 مارا جائے اسے مال یا جان یا اہل کے بچانے پر وہ شہید ہے فائدہ
 ترقیہ عادل بلفظ معصوم ضرور ہو کیونکہ امام امت ہے نہ امام جماعت فائدہ
 بہت مانت مدافعت میں ہے اور مدافعت واجب ہے کما سیاتی بہ فرمایا
 ہین ولا تقتل من الکفاد والنصای اور کفار کو بے حکم جہاد قتل نہ کر کہ وقت
 جہاد نہیں۔ پیر فرمایا ولا النصایب فی دار التقیۃ الکفالت اہل او باغ وذلک
 ان لم تحف للنفس اور وہ خواص کو بسبب نبوت نے غلبہ حق کے راہ میں
 میں سوا قاتل و باغی کے اور یہ اس شرط پر ہے کہ شکوہ اپنی جان کا در نہ ہو
 فائدہ ظاہر ہے کہ یہ اجازت ہی بطریق مدافعت کے ہے یعنی نفس
 جہاد تو متبر نہیں بسبب ہونے محل تقیہ کے اور قاتل یا باغی جو در پے اہل
 و باعث فنا و ہو بشرط قدرت مدافعت او سکی واجب ہے۔ پیر فرمایا ہین
 ولا تحل اموال الخالفین غیرہم اور نہیں حلال شکوہ مال مخالفوں کا اور
 سوا ان کے فائدہ اشارہ یہ ہے کہ غضب یا زور یا حیلہ یا جبر سے کسی کا
 مال تصرف کرنا روا نہیں تا آنکہ مخالفوں کا اور کفاروں کا اور وہ جو حدیث
 مشہور ہے خذوا مال النواصب حیث ما وجدتم مورد او سکا غیر محل تقیہ
 منصور اور گویا کہ وہ متعلق ہے اس آیت کریمہ سے فَاَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ
 نہ بلاد تقیہ میں کہ وہاں مقتول متقی باعتبار مخالفت لا تَقْتُلُوا بِالْکُفْرِ اَلَا
 التَّحْلُکَ مجتہد و کفر منصور نہیں۔ پیر فرماتے ہین وَالتَّقِيَّةُ فِي دَارِ التَّقِيَّةِ

واجبہ ولاجبت علی من خلف تقیہ مدفع بظلماعنفہ اور تقیہ تقیہ کی جگہ میں
 واجب ہی اور عہد شکنی کا جرم اوپر نہیں جس نے تقیہ سے قسم کہا کہ کو ظلم سے
 بچا یا فائدہ تقیہ و تقویٰ دونوں کے معنی بچنے کے ہیں اور عرف میں اول کا اطلاق
 انھما ہی حق پر اور دوسرے کا پرہیزگاری پر ہوتا ہے اور درمیان ان دونوں کے
 باعتبار عرف عموم مطلق ہے یعنی اخفائے حق بھی ایک قسم احتیاط و پرہیز ہے
 اور دونوں میں بچنا اور امور سے ہے کہ مضربوں جان یا مال یا برو
 یا ایمان کو اور عقلاً و عرفاً و شرعاً و دونوں فی محلہ واجب ہیں چنانچہ
 خادم نے عروۃ الوثقیٰ میں شرح اوسکی بوجہ اتم کی ہے اور ظاہر ہے کہ انھما
 حق مستلزم خرم و اذعان حقیقت پر ہے اور جب کہ بزم و ثوق حقیقت
 حق پر حاصل ہو ا بھی ایمان ہے پس اخفاء و کما مضربین جبکہ کوئے
 مصلحت داعی عدم اظہار ہے اور امامیہ اوسکو واجب سمجھتے ہیں فی محلہ
 اور عامہ بتلویہ نیکو جواز میں مگر عمل و لکھا بھی اسی قاعدے پر ہے اور اوسکو
 بلغظ تو یہ تعبیر ہے اور ولیدین اوسکی وجوب کی ہیئت میں ایک ایسی
 لکھتا ہوں کہ سب مابین قال اللہ تعالیٰ لا تلغوا بایدیکم الی التہلک پس اسی پر
 مدار سب امور کا ہے فائدہ بعض نسخ ذبیہ یا نے لاجبت کلمہ لائشیتہ
 چل کلام معصوم ہے اور مال و دونوں کا واحد پر فرماتے ہیں ولا یكون
 ظلاق بغیر السنۃ علی ما ذکر اللہ فی کتابہ و سنۃ رسولہ و کل ظلاق یخالف
 سنۃ فلیس بطلاق و کہا ان کل نکاح یخالف السنۃ فلیس بنکاح
 و جمیع اکثر من اربع حرائر و اذا طلقت امراۃ السنۃ ثلاث مرات
 نکل لزوجہا حتی یشک زوجا غیرہ قال امیر المؤمنین علی علیہ السلام

القوا لمطلقات ثلاثاً فانقضت ايات البعال اور طلاق نہیں ہوئے بدو لکھنوی
 مشروع جس طرح کہ خدا نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور حضرت طلاق
 مقرر کیا ہے اور جو طلاق خلاف طریق شرع ہے وہ طلاق نہیں جیسے
 کہ جو نکاح خلاف طریق شرع ہے وہ نکاح نہیں اور یک جانوں کے یعنی
 نکاح میں ایک شخص کے زیادہ چار عورتوں سے آزاد اور جب طلاق
 دیا جائے بموجب شرع تین بارہرگز طلال نہوگی اپنی خاوند کو جب تک سوا
 اوسکے اور خاوند سے نکاح نہ کر لے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا
 ہے بچو تین بار طلاق دے ہوے عورتوں سے کہ وہ خاوند والی ہیں
 فائدہ مسئلہ طلاق میں ہی عامۃ مخالف ہیں اور تفصیل اوسکی موجب
 تطویل ہے یہ فرمایا اور انصلاۃ علی ابی صلعم واجب فی کل المواطن و
 اعطاش عند الریح اور درود بھیجنا حضرت پر ہر جگہ واجب ہے
 جب تک کی وقت اور ہواؤں کے چلنے کے وقت فائدہ معلوم
 ہو کہ ہر واجب معین ہے ساتھ وقت یا مقدار کے بخلاف درود کہ
 وجوب اوس کا علی اعموم ہے بدلیل کہ ہمہ ان السد و ملائکہ لعلون
 علی البینۃ الی اخرہ تا انکہ غار واجب بدو ن صلوٰۃ کسی مذہب میں تمام نہیں
 ہوتی اور ظاہر ہے کہ اوس میں اہلیت شامل ہیں اور خصوصاً بموجب حدیث من
 ذکرہ عندہ ولم یصل فقد جفائی یعنی جسکے آگے میرا ذکر ہوا درود نہ پڑھیں اوسنے
 نہ کیا پھر اور اسی طرح خوشبو پر درود پڑھنا ہے کہ ان حضرت نے فرمایا
 بخیل یا ناس طہرو خوشبو پر درود نہ پڑھو فرمائی ہیں وجوب اولیاء اللہ
 و اولیاء اللہ واجب بغض اعداء اللہ و اولیاء اللہ و اہل اللہ و اہل اللہ واجب

اور دشمنی نہ اس کے دوستوں کی اور ان کے دوستوں کی واجب ہے اور دشمنی
 دشمنان خدا اور ان کے دوستوں کی اور بیزاری امت اور ان کے پیشواؤں سے
 واجب ہے فائدہ انسان کو چاہیے کہ ہر عمل و کما خدا کی خدمت و
 کو پس جیسا کہ دوستان خدا اور ان کے دوستوں سے دوستی واجب ہے
 تاکہ خدا راضی ہو۔ ایسے ہی دشمنان خدا اور ان کے دوستوں اور پیشواؤں
 سے دشمنی و بیزاری ہی واجب ہے اور یہ امر بدیہی ہے کہ جسکی استرنا
 منظور ہوتی ہے، امن سے احمق ہو گا تو سہی اس کے دوستوں سے مخالف اور
 دشمنوں سے درگزر نہ کرے گا پھر نہ مایا وبرا والدین دان کا مشہد کہ
 واجب فلا قطعہما فی الشراک لان اللہ تعالیٰ جل اسمہ لقول ولا قطعہما
 وصاحبہما فی الدنیا معہما اور نیکی کرنا مان باب سے اگرچہ کافر ہوں ہاں
 یہ کہ بموجب نص مخالفت خدا اور رسول میں اطاعت انکی نکرے اور دنیا میں
 اچھی طرح سے ساتھ دے۔ پھر فرماتے ہیں قال امیر المؤمنین علی
 علیہ السلام من اطاع مخلوقاً فی غیر طاعة اللہ فقد اتخذ الیقین دیناً
 اللہ جناب امیر نے فرمایا کہ جس نے اطاعت کی کسی خلاف حکم خدا بہ تحقیق ایک خدا
 بنا لیا اسکو سوا اللہ تعالیٰ کے فائدہ لا ہدیۃ انا عشریہ و متن متین وغیرہ
 میں خادم نے اقسام شرک لکھ دیے کہ خود پرستی اور بندہ پرستی بسبب عدول
 وعدوان احکام الہی منہر کفر و بموجب شرک ہوتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں و زکوۃ
 الجنین زکوۃ امہ اذا شعرا و دبوا اور جو بچہ جانور کے پیٹ میں ہے اسکو
 مان فوج ہو وہ بھی مذبوح ہے یعنی ذبح اس کے واسطے حلال ہے چاہیے اگرچہ
 روان اہد بال جمع ہوں جب تک جان نہ پڑے۔ پھر فرماتے ہیں تحلیل المتعین

اللّٰتین انزلھما اللہ تعالیٰ فی کتابہ وسنھما رسول اللہ متعۃ النساء ومتعۃ الحج والحب
 اور حلال جاننا اون دونوں متعوں کا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں فرمائی اور
 حضرت نے جاری کیئے ایک متعہ عورتوں کا ہے اور ایک حج کا واجب ہے
 فائدہ: جناب شیخ صاحب ثانی نے اپنے حکم سے دونوں متعوں کو حرام کیا
 ہے اور مقلد اور نیک ہمیشہ حرام جانتے ہیں اور اگرچہ مثل رشید الدین دہلوی
 صاحب شوکتہ العمریہ شاگرد رشید نشاۃ ثانی صاحب نامہ اعمال اپنے بہت سیاہ
 کرتے ہیں کوئی نص ناسخ حلت ہاتھ نہیں آتی پھر فرماتے ہیں والفرأی علی ما
 امر اللہ تعالیٰ بہا لا عدل فیہا ولا یرث مع الولد والوالدین الا الزوج والزوجة
 وذو السہم الحق من لا سہم لہ ولیست العصبۃ من دین اللہ اور فرایض موافق
 حکم خدا ہے اوسمین نقص و تغیر نہیں اور نہیں وارث ہوتا کوئی ہوتے بیٹے اور باپ
 کے سوا خاوند اور جو رو کے اور حصہ دار غیر حصہ دار سے حصہ دار زیادہ ہے
 اور عصبہ دین خدا سے نہیں فائدہ: سب عامہ کے یہاں عصبہ قائم ہوا ہے
 لہٰذا لیل قرآن کمالا مخفیہا ہر ارشاد فرماتے ہیں والعقیقۃ من المولود الذکر والامثۃ
 وتسمیۃ وحلق ما یدوم السابغ وتصدق بوزن شعیرۃ ذهباً
 او فضۃ لان اللہ تعالیٰ لا یكلف نفساً الاکث و سعتھا او عقیقہ
 بچے کا لڑکا ہو یا لڑکی اور اوسکا نام رکھنا اور سوئڈا انا ساتوین دن
 چاہیئے اور صدقہ دیا جاوے گا اوسکے بالوں سے سونا چاندی اسوا سٹے
 کہ خدا تم کو تکلیف نہیں سوا اوسکے سوائے۔ پھر فرماتے ہیں والحقائق سنتہ
 للرجل ومکرمۃ للنساء اور حقنہ سنت ہے مردوں کو اور مکرمت ہے عورتوں کو
 پھر فرماتے ہیں و افعال العباد مخلوقہ خلق تقدیر لا خلق تکوین اور افعال

بندوں کے خدائی مقدر کے ہیں بخلق تقدیری نہ بخلق تکوینی اور بحث اسکی
 اور گریزی پھر فرماتے ہیں ولا نقول بالجبر والقویض ولا یأخذ الله البری بجرم
 استقیم ولا یعذب الاطفال بذنوب الآباء فانہ جل وعلی یقول لا تزوروا زمرۃ وذر اخری
 وان لیس للانسان الا ما سعی والله یغفر الذنوب جمیعاً ولا یظلم احدٌ ہم نہیں کہتے ہیں
 جبر و قویض اور نہیں پکڑتا ہے بلکہ قصہ کو جرم گناہ میں اور نہیں عذاب یتاہی بچونکہ
 ماں باپ کی گناہوں پر اس واسطے کہ وہ فرماتا ہے نہیں لو جہاد و عیال کا کوئی بدلے
 کیسے اور نہیں ہے آدمی کو سوا اپنی عمل کے اور اللہ بحث یتاہی گناہوں کو
 اور ظلم نہیں کریگا **فائدہ ۱۵** اس کلام معجز نظام سے ظاہر ہے نہ جبر کا قائل
 ہونا چاہیے یعنی خدا آپ کسی سے کوئی عمل نہیں کرتا اور نہ کسی کو خود کا فرو
 فاسق کرے نہ مومن و صاحب نہ قویض کا قائل ہونا چاہیے یعنی بند و مکر اختیار
 عمل سو نہ نہیں یا یہی کہ کچھ حاجت و مداخلت اپنی نہ کی ہو بلکہ جس کو لایں
 جس امر کے دیکھتا ہے اور جسکی رغبت جس طرف ازل سے ہوتی ہے ویسا ہی
 اوس کو بنا دیتا ہے اور عین حکمت ہی اور مدار اوسکی توفیق و تمخیر کا
 بندوں رغبت و ارادہ پر ہے پس افعال بند و نکلی اور نکلی ارادت قدرت سے
 ہوتی ہیں اور قدرت دینا سوا فوق ارادت خدا کا کام ہے اور ارادہ بند کا کام ہے
 کس واسطے کہ ارادہ اوس کو کہتی ہیں کہ صاحب ارادہ دو امر قدرت
 رکھتا ہو اور بلا وجہ ایک کو اختیار کر لی اور دوسری کو چھوڑ دے اور
 زیادہ تحقیق اسکی کتب مذکورہ سابق میں اور بھی اوپر ہوئی ہیں **فائدہ ۱۶**
 کوئی یہ نہ کہی کہ حدیث میں آیا ہے لا تزنا ولا یدخل الجنة یعنی حرام
 زیادہ جنت میں نہ جائیگا زنا مان باپ نے اوسکے کیا وہ کیوں جنت سے

مرفقہ

مردم ہوا ہوا اسلے کہ وہ نطفہ ناپاک ہے اور ناپاک چیز بہشت میں نجاتیگی اور اگر وہ قوت فعلی کو پہنچی گا تو اسلے افعال ایسے ظہور میں آئیں گے کہ کہ مستحق جنت ہو گا پہر اگر کوئی کہے کہ وہ بیچارہ نطفہ ناپاک کیوں پیدا ہوا جواب اسکا یہ ہے اعتراض خدا پر روا نہیں یا کوئی کہے کہ

سگ و خنزیر نجس العین کیوں پیدا ہوئے لقولہ تعالیٰ یسل عما یفعل یعنی پوچھا نہیں جاتا خدا اپنے فعل میں اور ثبوت عدالت جزا میں چاہئے اور صلیت کا

قضاء میں قائم پہر فرمایا ولا یقرض اللہ علی العباد طاعۃ من یعلم انہ یظلمہ فلیعذ بہ

والاجتنال للرسالتہ ولا یصطفیٰ من عبادہ من یعلم انہ یکفر و یظلم بہ او یعبد لشیطان

و نہ اور اللہ اسکی اطاعت بندوں پر فرض نہیں کرتا جسے جانتا ہے کہ اوپر ظلم کرے گا یا یہ گائیگا اور اسکو اپنی پیروی پر اختیار و پسند نہیں کرتا جسے

جانتا ہے کہ وہ کفر کرے گا یا اس کے سبب سے ظلم ہو گا یا اس کے پاس شیطان پرستش ہوگی فاعلم یہ سب کلام حضرت کا تفسیر ہے

آیہ لایزال عہد سے الظالمین کے اور بیان اس کا تفصیلاً اس رسالہ میں بھی ہو چکا پھر فرماتے ہیں والاسلام غیر الایمان فکل مومن مسلم و کس

کل مسلم مومن اور اسلام غیر ایمان ہے پس ہر مومن مسلم ہے ہر مسلم مومن نہیں

نہیں شامل تدقیق اس مسئلہ تحقیق العقائد و متن متین میں یوحیا تم ہوئی ہے بالاجمال دلیل عموم لکھتا ہوں کہ منافقین پر حکم

اسلام جاری رہا مگر مومن نہیں ہو سکتے فائدہ طرفہ یہ ہے کہ ابوخیفہ نے لکھا کہ اسلام ایمان

ایک ہیں حالانکہ حدیث ابن خطاب میں زبانی تیریل میں مغائرت دونوں کی ظاہر ہے

یعنی اسلام کو حصول پر قرض شہادت کو اطلاق فرمایا اور ایمان کو اعتقاد حقیقت دین اور

وہ حدیث مشہور ہے بلفظ الاسلام ان تشہد آہ والایمان ان تؤمن باللہ آہ پھر فرماتا
ہیں ولا یسرق السارق حین یسرق وهو مؤمن ولا یقتل القاتل النفس اللطیفۃ
قتلہا وهو مؤمن ولا یشرب الشارب حین یشرب وهو مؤمن اور نہیں چوری کرتا چور
جس وقت چورانا ہے در حالیکہ مؤمن ہو یعنی چوری کے وقت مؤمن نہیں اور
اس طرح بے جرم کو قتل کرتے وقت قاتل اور شراب پیتے وقت پینے والا اور سکھ
مؤمن نہیں فائدہ کا مطلب یہ ہے کہ ایمان مرکب کبار وقت فعل نہیں رہتا
اگر ایمان رہے تو ارتکاب کبار کفر ہے چنانچہ فقیر نے مثنوی خوان نعمت میں مقام
ملا مت نفس کہا ہے سہ جانتا ہے تو خدا موجود ہے ۔ اور وہ سب
حق معبود ہے ۔ سب پر تو قادر سمجھتا ہے اس سے ۔ حاضر و ناظر سمجھتا ہے
اس سے ۔ جب خدا کو اس قدر پہچان لے ۔ اور اس کا حال پر حق مان لے
پھر تجھے رغبت گناہوں کی کہاں ۔ خوف میں جرأت گناہوں کی کہاں
پھر فرماتے ہیں واصحاب الحدود مسلمون لا مؤمنون ولا
کافرون اور جن مسلمانوں پر حد واجب ہے وہ مسلمان ہیں نہ کفرون
اور نہ کافر فائدہ کا ظاہر ہے کہ اصحاب الحدود سے وہ لوگ
مراد ہیں جنہوں نے بعد گناہ توبہ نہیں کی چنانچہ تفصیل اس کے حال
کی اور قول میں آئے گی پھر فرماتے ہیں واللہ تعالیٰ لا یدخل النار
مؤمنًا وقد وعدہ الجنۃ ابدًا ولا ینخرج من النار کافرًا
وقد وعدہ الجہنم ابدًا ولا یغفر ان یشرک بہ ویغفر
ما دُونَ ذَٰلِکَ مِنْ شِیْءٍ وَمَنْ هُوَ اهل التوحید یدخلون النار
وینخرجون عنها والشفاعة جائزۃ لہم ومن وجبت لہ النار ینفقا وانفق

او کبرۃ من الکبار ثم مات علیہا لم یبعث من المؤمنین ولا معہم اور اللہ تعالیٰ دو چیز
 نہیں فی الیگا کسی مومن کو کہ یہ تحقیق وعدہ دیا ہے او سکو جنت میں ہمیشہ رکھنے کا
 اور دوزخ سے نہ نکالے گا کسی کافر کو کہ یہ تحقیق وعدہ ہے او سکو او میں ہمیشہ رکھنے کا
 اور نہ بخشے گا شرک کو اور سوا او اسکے بخش دے گا جس کا جو گناہ چاہیگا اور گنہگار ان
 مومنین و وزخین پر نیکی اور پھر نکلیں گے اور شفاعت اونکی واسطے جائز ہے
 اور جب دوزخ واجب ہوگی ہو بسبب نفاق یا فسق یا گناہ کبیرہ اور اویسی حال میں
 وہ مگر کیا تو مومنین میں نہ او ہیگا اور نہ ساتھ مومنوں کے ہوگا۔ **فان**
 اس کلام میں کئی مسئلے مختلف فیہ عام جمع میں اول یہ کہ کوئی وعدہ و وعید
 خدا خلاف ہوگا اور یہ بدلیل صدق ثابت ہے پس وہ جو عامتہ نے اپنے عقائد میں
 لکھا ہے کہ جسکو چاہیگا بخشے گا اور جسکو چاہیگا عذاب کرے گا ظاہر النوع قباحتین
 لازم کرتا ہے از انجملہ عبتیت شریعات و کذب وعدہ و وعید و ظلم صریح اور
 یہ تینو باطل ہیں اما عبتیت شریعات پس بطلان او سکا بقولہ تعالیٰ انما یؤمن
 خلقنا کم عشا و انکم الینا لاترجعون یعنی کیا جانا تھے کہ جنے عبت ہی پیدا کیا ہے مگر
 اور تم ہماری طرف پھر نہ آو گے و قولہ تعالیٰ و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع
 باذن اللہ یعنی نہ یہی یا جنے کوئی پیغمبر مگر اس واسطے کہ اطاعت کیا جائے بحکم خدا
 ظاہر و حکیم ہو نا خدا کا عقل و نقل سے ثابت ہے اور قضیہ فعل الحکیم لا یخلو عن
 الحکمۃ ظاہر اور اعتبار کذب نسبت خدا کے تعالیٰ خلاف عقل و نقل کے واسطے
 کہ کذب عیب ہے اور وہ عیب سے پاک ہے اور اطلاق ظلم نسبت خداوند عالم
 صریح سفاہت ہے عقلا و نقلا دلیل عقلی ثبوت کامل سبب لقائے
 ونفی معائب کا اوس سے ہے اور دلیل نقلا قولہ تعالیٰ ان اللہ

بظلام للعبيد و قوله تعالى وما ظلمناهم ولكن كانوا انفسهم ظالمين يعني خدا ظالم نہیں ہوتا
 اور نہ میں ظلم کیا ہننے بندوں پر مگر وہ اپنے اوپر آپ ہی ظلم کرتے ہیں اور وہ جو عاتق
 سند لاتے ہیں مثل قوله تعالى يغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء یعنی جسکو چاہتا ہے
 بخشتا ہے اور جسکو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے معنی اوسکے یہہ نہیں کہ عذاب ثواب
 خدا اعمال عباد پر موقوف نہ ہو اور صرف مشیت الہی پر واقع ہو کسو اسطے کہ مشیت
 الہی بمقتضا حکمت نے محل نہیں ہوتی اور جسکو جس لائق پاتا ہے ویسا ہی فرماتا ہے
 پس مدار استحقاق عباد پر ہوا۔ اور یہہ بہکنا اور نکازلی ہے کہ تقدیر الہی پر حوالہ اسلام
 و کفر و طاعت و عصیت رکھتے ہیں اور بحث اوسکے گذری۔ دوسرے یہہ کہ ہوا
 شکر کارگنا ہو نہیں سے جسے چاہیگا بخشید گامراد اوس سے یہہ ہے کہ شکر گاہ
 کیا نہ ہے اور اوسکے باب میں نص یاں مغفرت وارد ہے کہ مطابق اوسکے کلام
 امام بلفظ واقع ہوا و بخشیدینا اور گناہوں کا دوسورت پر ہے یا یہہ کہ عاصی دنیا میں
 نائب ہو اور پس بحالت قبول توبہ امید مغفرت ہے اور بجز توبہ یقین امر ریش
 نچا ہے کسو اسطے کہ امر ریش موقوف ہے قبولیت توبہ پر اور قبولیت موقوف ہے
 اسکی صلاحیت پر اور صلاحیت متعلق بعلو الہی۔ ہر علم آتی بندوں کے
 نزویاں مجہول مطلق ہے لہذا انحضرت نے فرمایا الایمان بین الخوف والرجا
 یعنی ایمان درمیان خوف ناقبولی و امید پزیری ہے اور ناقبولی و پزیری اسے
 صلاحیت پر منحصر اور صلاحیت کا حال معلوم۔ اور دوسری صورت بخشش کے
 شفاعت شفا ئے امت سے کہ بیان اوسکا بے عنقریب آتا ہے۔
 تیسری یہہ کہ۔ فاق مومنین کو بعد عذاب امید مغفرت ہے اور
 شفاعت اونسکے جائز ہے اما عذاب پس باعتبار عدالت قابل عفو و العفو

ظاہر چنانچہ فرماتا ہے فمن عمل مثقال ذرۃ خیر ایرہ ومن عمل مثقال ذرۃ شر ایرہ
 یعنی جو بقدر ذرۃ نیکی یا بدی کرے گا بدلاؤ سکا حشر میں دیکھیں گے اس واسطے
 اوعیہ ما ثورہ میں یوں ہدایت ہے رب عاملنا بفضلک لا تعاملنا بعدلک
 یعنی آپ ہی ہم سے معاملہ فضل کے ساتھ کیجئے نہ عدل کے اما شفاعت پس
 باعتبار رحمت باہر حضرت الوہیت کہ جناب خاتم النبیین کو رحمۃ اللعالمین
 پیدا کیا ہے بقولہ تعالیٰ و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنی نہ بھیجا ہم نے
 تم کو مگر ایک رحمت یہی جہان پر اور حضرت نے فرمایا ہے کہ روز قیامت کو
 اہلبیت طاہرین کے ساتھ شفاعت کریں گے اور شفاعت او نہیں کے
 واسطے خاص ہے کہ عقاید ایمان پر مستحکم ہیں نہ بیدنیو اور بد مذہبوں کے
 واسطے چنانچہ ذکر او کا عنقریب آتا ہے اور دلیل شفاعت اہلبیت علیہم السلام
 یہ حدیث ہے روى انہ لما اخبر النبی انبئہ فاطمۃ الزہراء عن بقول ولدی اکسین
 و یا یحییٰ علیہم السلام بکت فاطمۃ بکاء اشید و قالت ایتاہ منی اکیون
 ذلک قال رسول اللہ فی زمان خال منی و منک من علی ثم قالت
 یا ابت فمن سکی علی ولدی و من یتترم باقامۃ العزاء فقال النبی یا فاطمۃ
 ان نساء امتی یتکبن علی نساء البیت و رجالہن یمسکون علی رجال البیت و یخذون
 العزاء خیل البعدیل فی کل سنۃ فاذا کان یوم القیۃ ترفعین انت
 فی النساء و انما شفع فی الرجال اخذناہم بایحیم و اولناہم بالجنۃ
 یا فاطمۃ کل عین بالیۃ یوم القیۃ الا عین بکت علی امین فابہا ضا
 مستبشرۃ بنعیم الجنۃ یعنی روایت ہے کہ جب ان حضرت نے جناب
 سیدہ کو خبر شہادت و وصیت جناب امام حسین علیہ السلام سنائی

تو وہ معصومہ بہت روئیں اور پوچھا کہ یہ واقعہ کب ہو گا حضرت نے فرمایا جب ہم اور تم
اٹھنے نہو گے عرض کیا پس کون ماتماری میرے فرزند کے کرے گا فرمایا عورات میرے
امت کی زنانہ اہلیت پر روئیں گی اور مرد مردوں پر اور ہر سال عزائی برپا کرینگے
گروہ گروہ ماتمدا رہو گے پہر جب قیامت ہوگی میں مردوں کی شفاعت کروں گا
اور تم عورتوں کی اور ان کے ہاتھ پکڑ پکڑ کر بہشت میں داخل کرینگے اور قیامتیں
خوف خدا سے ہر آنکھ روتی ہوگی سو احسین پر رونے والوں کے کہ ان کے
انگھین نعمت بہشت سے خوش ہو گئے انتہی اور شفاعت آئمہ بدیہ و شہداء اوصلیہ
جہاں منقول ہے اور عامۃ تک کو مسلم مقبول۔ اما مغفرت پس نبی تین مرتبہ
ایک دفعہ درجات آنحضرت امارفت درجات آنحضرت پس وہ صلہ کثرت
طاعت و تبلیغ رسالت و تحمل مصیبت دنیا کا چنانچہ قرن شریف میں فرماتا ہے
عسیٰ ان یغیبک ربک مقاماً محموداً یعنی قریب ہے کہ اوہائے تمکو خدا تمہارا مقام
محمود پر ارفع مقام محمود تجیز شفاعت ہے اور علو منزلت نعمت اور اسمین
اہلیت طہارت شامل و دخل میں چنانچہ حدیث میں آیا ہے قال النبی اما شجرة
وفاطمة فرجھا علی لقاحھا واحسن و احسن ثمرھا و شیعتنا و رہا فاشجرة
صلھا فی جنتہ عدن والفرع واللحاق والثمرة والورق فی الجنة یعنی فرمایا
رسول کریم نے میں ایک دخت ہوں اور فاطمہ شاخ اسکے اور علی
شکوفہ اسکے اور حسین میوہ اسکے اور گروہ ہمارے دوستوں کا
پتے اسکے پس دخت وہ ہے کہ جڑ اسکے جنت عدن میں ہے
اور شاخ و شکوفہ و ثمر و برگ اسکے سب جنت میں ہیں و نعم ما قبلہ
حشر غلامان علی باعلی و حشر محبتان علی باعلی و حشر اور مویہ

۵۰ از این تصدیق و تصحیح و ملامت عالم را یک اظہار بینی ملتہ نواری اور عظمت و جلالت

اختیار شفاعت یہہ آیت ہے، و سوف یعطیک ربک فرضی یعنی یہاں تک
 خدا تم پر عطا کرے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے اور زیادت مرتبت اہلبیت و وصلمای امتی ہی
 مزید فضل حضرت ہے کما لا یغنی۔ اما تصدیق و تصحیح وعدہ آہمی یہہ ہے کہ فرماتا ہے
 یا عباد الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان الذین یغفر الذنوب
 جمیعاً یعنی اسے وہ بند و میرے کہ اسراف و فضولی کی ہے تم نے اپنے اوپر کیا
 ہو جو رحمت خدا سے تحقیق یہہ ہے کہ خدا سب گناہوں کو بخشدے گا مگر یہہ
 نہ سمجھی کوئی کہ نے وسیلہ شفاعت مغفرت ہوگی کیونکہ شفاعت میں دو مطلب
 حاصل ہیں اظہار مراتب شفاعت کا یہی ہو گا اور ظہور کرم عام خدا کا ہے۔ آنا کہ تو
 خدا کی پس وہ ہی قرآن شریف سے ثابت ہے بقولہ تعالیٰ ان الحسنات
 یدہن السینات یعنی نیکیاں گناہوں کو لیجاتی ہیں مطلب یہہ ہے کہ بعض اعمال
 صاۓ ایسے ہیں کہ اون سے ہزاروں گناہ مٹ جاتی ہیں چنانچہ محبت جناب امیرؑ
 کہ آنحضرتؐ نے فرمایا محبت علیؑ کے گناہوں کو یوں مٹائی ہے جس طرح آگ
 لکری کو کہاتی ہے اور جیسے رونامصائب امام حسین علیہ السلام پر کہ حدیث
 اتفاقی اوسکے باب میں سر الشہادتین عزیز دہلوی تک وارد ہے من جحی
 علی الحسینؑ او ابلیؑ او تباکیؑ و حبت لہ الجنہ یعنی جو کوئی رو یا آپ یا اور کو اسے
 رو لایا یا مادہ رونے پر ہو مصیبت حسینؑ میں بہشت اوسپر واجب ہے
 اور طریق اہلبیت علیہ السلام پر بہت حدیثیں اسباب میں وارد ہیں
 کہ ایجاز کلام متحمل ایراد نہیں ہو سکتا۔ چوتھا مسئلہ یہہ ہے کہ منافق
 و فاسق مستحل اگر نے تو بہ مرینگے تو کافر و نہیں گے کیونکہ بطرح نفاق
 و کبائر پر دوزخ واجب ہوتا ہے فاسق غیر مستحل پر نہیں ہے بلکہ اسید

شفاعت بعد عذاب متصور چنانچہ ذکر اوسکا ابھی گذرا۔ اور اگرچہ تجلیل
 امر اعتقادی ہے مگر اصرار فسق و کبائر پر بحالت نہ ہونے تو بہ کے قبل موت
 دلیل استغنا و استحقاق ہے اور استغنا و استحقاق ہی کفر ہے اور یہ
 بدلیل قرآن ثابت ہے قال اللہ عز وجل انما التوبۃ للذین یعملون السوء
 بجهالة ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب اللہ علیہم وكان اللہ علیہما
 حکیمًا ولیث التوبۃ للذین یعملون اسئلات جتے اذا حضر احدہم الموت
 قال انی متبت الان ولا للذین یموتون وہم کفار اولئک اعتدنا ہم عذابا الیم
 یعنی تو بہ او نہیں کرے واسطے ہے جو نادانی سے براے کر لیتے ہیں اور جلدیہ
 تو بہ کر لیتے ہیں پس وہ ایسے ہیں کہ خدا اونکو پاک کر دیتا ہے کیونکہ خدا علیم و حکیم
 ہے اور اوسکے واسطے تو بہ نہیں ہے کہ برے کام کیا کرتے ہیں یہاں تک
 کہ جب موت پیش آئی تب کہا کہ اب ہم تو بہ کرتے ہیں اور نہ اوسکے واسطے
 تو بہ ہے جو مجاہدین اوسی حال میں کہ وہ کافر ہیں اور وہ وہ ہیں کہ جنکو پہلے
 وعید عذاب دردناک رکھا ہے استغفر اللہ ربی والتوبۃ الیہ اور اس جگہ
 دو شعر اپنے لکھتا ہوں کہ تو بہ کرتے ہیں سو اللہ ہی بنا ہے اوسکو
 ورہ مشہور تو خود کرد و پشیمان ہیں ہم روز محشر کی جو سزائے اعمال
 ہائے کس موہنہ سے کہیں گے کہ مسلمان ہیں ہم پھر فرماتے ہیں وکل انثم
 اوخل صاحبہ بلزومہ ایاہ النار فہو کاشرک والکفر والنفاق اور
 جو جو گناہ اپنے عامل کو بسبب اوسکے ملازمت کے داخل نار کرتے ہیں
 وہ مثل شرک و کفر و فسق و نفاق ہیں مراد یہ ہے کہ ان معاصی کو حلال
 نہ سمجھتا ہو مگر ترکب رہے اور ترک و تو بہ نہ کرے تو ان اعمال پر داخل جہنم

ہوگا پھر فرماتے ہیں والشفاعة جائزہ للمستضعفين او شفاعة جائز ہے
 واسطے مستضعفين کے فائز۔ مستضعفين سے مراد یا تو وہ لوگ ہیں جنکو
 تمیز حق و باطل نہ ہو یا وہ لوگ مراد ہیں جو جملہ شیعہ محسوب ہیں اور ضروریات
 دین نہیں جانتے پھر فرماتے ہیں وان الدار الیوم دار التقیة وہی دار الاسلام
 لا دار الکفر ولا دار الایمان اور دنیا آج کل دار تقیہ ہے اور اسکو دار الاسلام
 کہتے نہ دار الایمان اور نہ دار الکفر فائز۔ دار الحرب دار الکفر متصو بہ
 جہان احکام اسلام جاری نہوں پس زمانہ حضرت امام مین کومی مانع حکام
 شرع نہیں ہو سکتا اب جہان کومی مانع نہوا اور احکام شرع جاری رہے ہوں
 وہ دار الاسلام ہے والا دار الکفر ہے مجازاً فائز اجر اے احکام شرع
 سے مراد یہ ہے کہ شعائر اسلام سے فراہمت نہونہ یہ کہ بعض احکام
 خلاف جاری ہونے سے دار الکفر ہو جائے کیونکہ عہد حضرات معصومین
 میں ایسا ہی تھا اور حضرتؑ اوس زمانے میں دنیا کو دار الکفر نہیں بتایا
 اور حقیقت میں نظر بقائے حجت پر ہے یعنی جب دنیا میں حجت خدا نہوگا
 تو دار الکفر ہوگی۔ فائز دنیا دار الایمان بالفعل اسواسطے نہیں ہو سکتے
 کہ حق مغلوب ہے اور باطل غالب البتہ عہد آنحضرتؐ میں جہان غلبہ حق تھا
 وہ دار الایمان تھا اور جہان غلبہ کفر تھا اسکو دار الحرب فرمایا اسواسطے
 کہ حقیقتاً دار الکفر سوائے ایام جاہلیت پایا نہیں جاتا اور بقائے حجت خدا
 سب جہان دار الاسلام میں داخل ہے فائز۔ دار التقیہ کے یہ معنی ہیں
 کہ بسبب غلبہ کفر و خلاف اگرچہ کوئی مانع و فراہم شعائر اسلام نہوا جیسے
 کل شرایع دین معتد اور غلبہ حق باطل پر متعدد سمور ہا ہے اور مسلک متبیین

تا ظہور حضرت صاحب الامرؑ تفتیہ و احتیاط ہے پس دنیا دار تفتیہ ہے اور حفظ محل
 ہر جگہ سنت سینہ - پھر فرمایا والاہ بالمعروف والنہی عن المنکر واجب ان اذا امکن
 وکم کمین خفیۃ علی النفس اور حکم دینا موافق شرع شریف اور باز رکھنا منہیات سے
 دونوں واجب ہیں ہو سکین اور اپنا ڈر نہو۔ قائل یہ حال اوس زمانہ کا ہے
 جب کہ خلفائے عباسیہ کا ایسا زور شور تھا اب کہ ولایۃ و سلاطین اسلام اکثر علیہم
 خدا و مطیع نفس و ہوا ہیں نجر اسکے کہ جو جائے سود مانے کیا ہو سکتا ہے خصوصاً ملک
 مہالک میں کہ کہیں خفیہ و کہیں بر ملا دعوت باطل پیدا ہے اعادۃ اللہ فی الک
 و ہونیر الحافظین پھر فرماتے ہیں والایمان اداء الفرائض و اجتناب المحارم و معرفتہ
 بالقلب و اقرار باللسان و عمل بالارکان اور ایمان ادا کرنا و اجبات کا ہے اور
 پرہیز کرنا ممنوعات سے اور پرہیزنا دل سے اور اقرار زبانی سے اور عمل ہاتھ پاؤں سے قائل
 تعریف ایمان علمای خاصہ و عامہ نے طرح طرح پر کی ہے مگر نچو اسے کلام الملوک
 ملک الکلام طریق خاص حضرت امام ایسا مبلغ ہے کہ صرف اداء الفرائض جامع و مانع
 اور اجتناب المحارم مفسر و سکا واقع اور ایراد تعریف ثانی واسطے احتراز کے ہے
 مذہب عامہ سے چنانچہ بحث اسکے تحقیق العقاید میں مصرح ہوئی خلاصہ یہ ہے
 کہ اس کلام میں تعریف ایمان بنظر شان مومنین مذکور ہوئے تاکہ دار الایمان بال
 نہونا دنیا کا ظاہر ہو جائے پھر فرمایا والتکبیر فی عیدین فی الفطر فی دبر خمس صلوات
 وید من صلوات المغرب لیلۃ الفطر و فی الاضحیٰ فی دبر عشر صلوات وید من صلوات
 الطہر یوم النحر اور تکبیر دونوں عید و عیدین میں عید فطر میں بعد پانچ نمازوں کے او
 شروع کیجائیے نماز مغرب سے شب عید کو اور عید اضحیٰ میں چھ دس نمازوں کے
 اور شروع کیجائیگی نماز ظہر سے روزِ محرق قائل یہہ مسائل تکبیر ہیں

اور ترکیب و شرائط اور ان کے متعلق بفقہ ذکر اسکا واسطے اقرار کے اجتہاد عام
 سے فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا و لو من بعد اب القبر ومنکم فیکر البعث بعد
 الموت والحق اب المیزان والصراط اور ایمان رکھتے ہیں ہم عذاب قبر و تکبیر
 پر اور بعثت بعد موت و حساب و میزان و صراط پر فائز لایہ سب ضروریات
 اسلام ہیں منکر انکا کافر ہے لہذا البصیغہ مشکلم وارد فرمایا اور مستزاد منجملہ فرق حاتم
 عذاب قبر و وزن اعمال و بعض دیگر ضروریات کے صراحتہ اور اشاعرہ بعض کے
 ظاہر اور بعض کے درپردہ منکر ہیں کہ شرح اوسکی تحقیق العقائد میں بوجہ اتم
 ہوئی ہے نہ فرمایا ولا امان الا البراءۃ من الحبۃ والطاعوت الذین ظلموا
 ال محمد حقہم واخذن میراثہم وعضوا خسرہم واخذنا ذلک من قاطتہ
 علیہا السلام وھما باحراق البیت علیہا واسسھا ظلمہم وخیار استہ
 نبیہم اور ایمان نہیں ہے بدون بیزاری و علیحدگی کے اون دونوں میت و
 طاغوت سے کہ ظلم کیا اونہوں نے آل نبی کے حق میں اور حسین کے میراث اور انکے
 اور داب رکنا جس اونکا اور حسین لبافذک کو جناب سید مہ سے اور قصد کیا اونکے
 گھر جلانے کا کہ وہ گھر ہی میں جل کے رہ جائیں اور بنیاد دالی دونوں نے اہلبیت
 ظلم کی اور تغیر و سی دونوں نے اونکے پیغمبر کے حکم و طریقہ میں فائز لایہ سب
 اوصاف حمیدہ اور خوبیاں پسندیدہ دونوں شیخون کی ہیں اور دلائل ثبوت
 اور جواب لایعنی عامہ مبہوت تحقیق العقائد میں مندرج ہیں تا انکہ علامہ قزوینی
 ہر جگہ تسلیم کر کے شرح خبر بدین ابو بکر و عمر کے اجتہاد پر حوالہ کیا ہے بلکہ بعض
 اکابر قوم نے عمر ابن سعد قاتل جناب سید الشہداء کو بھی مجتہد قرار دیا ہے اور خطا
 اجتہادی کو معفو سمجھا ہے فائز لایعنی ایمان بے تبراہی مخالفین و جواب لایعنی

ثابت ہے شیخ سعدی نے بوستان میں لکھا ہے سے نظر دوست مادر کند
 سوی تو + چو در روی دشمن بود و روے تو + گرت دوست باید کرد و بر خوب
 نباید کہ فرمان دشمن بری + روا دارد و دوست بیگانگی + کہ دشمن گزید ہم خان
 ندانی کہ کمتر نند دوست بائی + چو بیند کہ دشمن بود در سراسی + پھر فرماتے
 ہیں والبراءة من الناکثین ووصول الذین هتکاجاب رسول الله و
 نکشایعقد اما معهم و اخراجا المرأة علی امیر المؤمنین علی وقتلا الشیعة
 الملتقین اور بدون نیزاری و علی کی اون و دونوں عہد شکنوں و وصول
 سے جنہوں نے ہتک نہت رسول خدا کیا اور بیعت اپنے امام کی توڑی اور
 چڑھالیکئے دونوں اوس عورت کو جناب امیر پر اور قتل کیا دونوں نے
 گروہ اتقیا کو فائدہ یہ سب معطوف ہے برات اولی پر اور مراد اعراب
 علی کی و برات ہے اور نیزاری طلحہ و زبیر سے کہ جناب امیر سے بعد قتل عثمان
 اول بیعت انہوں نے کی تھی بامید منصب حکومت جب وہ خلا تو بی عاکشہ کو کہ جو
 بسبب زوجیت آنحضرت بموجب کریمہ قرآن فی مہیوتکین مامور بخاندان نبی مجلیہ
 قصاص عثمان جناب امیر پر چڑھالیکئے اور وہ قصہ مشہور ہے پس اس طرز کلام
 ہدایت انجام سے واضح ہے کہ بانی سبانی خروج یہ دونوں تھے اور محارب
 جناب امیر ہیں بموجب حدیث یا علی حربا ک حربا و سلمت سلمی یہ تینوں ہم
 اپنے اتباع کے محارب رسول ہوئے اور محارب رسول کافر ہے اور نیزاری کا
 لئے پھر فرمایا۔ والبراءة من یغوث لغث الذی ضرب الایحاء و لفاہم
 و شر و هم فی البلدان و اوی الطرہاء و اللعناء و جعل الایماء و دولہ
 بین الایضیاء و استقل السفہاء فی البلاد اور بدون نیزاری اوس یغوث

بڑے ڈاٹھی والے جسے مار انیکون کو اور در در کیا اور پریشان کیا اور نکو شہر
 میں اور پناہ دی اور پاس بٹھایا نکالے ہوؤ نکو اور لعنت کیے گیون کو اور
 کر دیا مال کو دولت مقدور و لون میں اور حکمرانی کرائی نالایتون سے شہر و
 میں **فائدہ** یہ عبارت بھی معطوف ہے بشرح بالا اور مراد اس سے یہ ہے
 کہ ایمان ثابت نہیں بدون یزیری اس شخص سے جسے ایسا کچھ کیا اور وہ عثمان
 ابن عفان ہے کہ بلفظ نقل مذکور ہوا۔ اور نقل ریش دراز کو کہتے ہیں یہ ایک
 یہودی کا نام تھا کہ ریش دراز اور شاہ بہیمان تھا اور حبیب عالیشہ کی زمین عثمان
 نے ضبط کر لی تو مادرنا مہربان کی زبان سے ملقب بہ نقل ہوا چنانچہ وہ اکثر کہتی
 تھیں قتل اللہ لغتلا یعنی خدا نقل کو قتل کرے اور کبھی خلق کو تحریریں و ترغیب
 کرتی تھیں بقولہا اقلو النعل بالجمہ یہ لقب انکا مشہور ہو گیا تھا اور داستان
 انکے جملہ کے کی اور یہ کہ عثمان نے سنکر کہا سورہ تحریم موجود ہے زیادہ شیخی بہت
 آن حضرت پر نکرنا صاحب و ننت الاحباب تک لکھ گئے ہیں اور خادم نے تحقیق العفا
 میں ذکر کیا ہے **فائدہ** ضرب و نفی و مشر و اخبار سے اشارہ ہے واقعہ عجیب
 بن باسہ و ابوذر غفاری و ابن مسعود رضی اللہ عنہم کہ بجلد ہی نصیحت اونکی تو
 پہونچی اور عامہ سیاست خلیفہ جی کی حق سمجھتے ہیں اور مقاتلہ جناب امیر سے غزائے
 کے ساتھ تمثیل دیتے ہیں سجان اللہ کی اریسمان کجا آسمان او بخت مطامن
 تحقیق العفا میں اسکا بیان ہے **فائدہ** مطرود و ملعون مروان و حکم
 و غیر ہا ہیں کہ آنحضرتؐ لفظ خارج بلد کیا تھا اور انکے دونوں شیخوں نے بھی
 اس حکم پر عمل رکھا مگر چوٹے میان نے بولا کہ مصاحب و وزیر جیسے اور سب
 فساد بدولت ان اشرار کے اوٹھائے تا آنکہ نذول و مقتول ہوئے اور اس بات

شیخ سعدی کے دو شعر بہت موزون ہیں یہ خلاف پیمبر کبھی رہ کر نہ بد کہ ہرگز
 بمنزل نخواستہ رسید پیمبر کسے را شفاعت گراست کہ بر جادہ شرع پیغمبر است
 فائدہ ذکر دولت سے اشارہ ہے کہ انہوں نے خلافت بشرط پیروی
 شیخین پائی تھی اور سپر ہی قائم نہ ہی یعنی مساوی امور مؤمنین اپنے گھر کو دار
 الامارۃ بنایا اور دربان مقرر کیے کہ کوئی مظلوم نہ آنے پاسے اور نہ ہار ہار پیہ
 اور مالی بیت المال اپنے عزیزوں اور سر بیوان کو دیا عامہ اسکا جواب یہ
 دیتے ہیں کہ اپنا مال بانٹتے تھے تعجب ہے کہ دولت انکی بجز بیت المال خلافت
 میں زیادہ ہوئی نہیں اور پہلے مال میں کبھی ایسی ہمت و سخاوت سنی نہیں
 اور اہل بلوئی سے ہی انہوں نے یہ عذر نکلیا فائدہ ظاہر ہے کہ انکے عہد
 میں بنی امیہ جا بجا مسلط ہونگے کسینے شراب پیکر نماز فجر میں دو رکعت کی جگہ چار
 رکعتیں اور کہا کہ یہ بھی سلوک کرتا ہوں کہ زیادہ نہیں پڑھتا اور کسینے زنا اور
 کسینے افعال حرام اختیار کیے اور یہ بھی پارسے کہ تدبیر عثمان پر غافل سے حال
 سب کا سنتے تھے اور معزول بھی نہ کرتے تھے تا آنکہ بلوئی مصر لوہا کا ہوا اور
 باتفاق طلحہ وزیر اصحاب یعنی مہاجرین و انصار شریک بلوئے ہوئے اسوقت
 کے اور یہ بزرگوار مروان کے ہاتھوں سے گردن مار گئے اور معلوم ہے کہ
 بقول ابی ایہ لا ترکوا مسلط کرنا بنی امیہ کا بلاد مسلمان پر خیر باستحقاق نار بلکہ
 بکل الانحرار ہو اور واقعہ شہادت خاص آل عباس بلکہ ہشک حرمت شریفین
 و قتال سادات و رواج بدعات سب بدولت خاتم الاملاات ظہور میں آئے
 یلعنہم اللہ و یلعنہم اللعینون پر نہ مارتے ہیں والبراءۃ من یعوق
 و یسار و ہما معاویہ و عمر و ابن عباس و اصحابہما الذین جازوا امیر

المؤمنین علیاً وقتلوا المهاجرین وکلمہ انہما و اهل الفضل والصلاح من
 التابعین اور بدون بیزاری یعوق و نسر سے کہ معاویہ و ابن عاص ہیں اور
 اوسکے ساتھ والون سے جو لڑے جناب امیر سے اور قتل کیا اور ان اشقیائے
 مهاجرین اور انصار کو اور اب یہ نصیحت و احیاء یہ صلاحیت کو تابعین میں سے
 فائدہ لایہ عبارت ہی بدستور معلوم ہے اور تابعین وہ ہیں جنہوں نے
 آن حضرت کو نہیں دیکھا تھا مگر حُرّت کے طریق پر پیروی اختیار کی پس اب تک
 سب مشرّع تابعین ہیں اور تقسیم تابعین و تبع تابعین زائد ہے کیونکہ یہ سلسلہ
 الی یوم القیامہ جاری رہے گا۔ پھر فرماتے ہیں والبراءۃ من الحاد الذی حمل
 الاہ سفادالی موسیٰ کہ شعر ہے و اهل وکایة اور بدون بیزاری کے اوس گدے
 سے جسے کتابین اوٹھائیں وہ ابو موسیٰ اشعری ہے اور اوسکے پیروں سے فائدہ
 سیاق عبارت وہی ہے اور ابو موسیٰ اشعری وہ تھا جو بعد جنگ صفین جناب
 امیر کی طرف سے حکم ہوا تھا اور عمر و خاص نے کہ حکم معاویہ تھا اوس سے ملکر معاویہ
 کو خلیفہ شام ٹھہرایا اور وہ مقتدایان عامہ میں سے ہے والبراءۃ من الساکر
 واصحابہ الذین ضل سبیلهم فی الحبۃ الذنبا والہم یحسبون انہم یحسبون
 صفا اولئک الذین کفروا باایات اللہ و بولایۃ امیر المؤمنین علی و
 لقائہ ان یلقوا اللہ بغیر ولایتہ و امامتہ خطبت اعمالہم فلا یقیم لہم
 یوم القیمۃ و زنا و ہم کلاب الذل والبراءۃ من الانصاف والالزام اثمت
 الضلالة وقادة التہود کلہم اولہم واحسبہم اور بدون بیزاری کہ ساری
 سے اور اوسکے ساتھ والون سے کہ وہ شتر اوکلی ضلع ہوئی و نباد آخرت میں
 اور وہ جانتے ہیں کہ خود استیجاب کرتے ہیں وہ منکرین آیات خدا و لای تمسکوا

کے اور خدا کے سامنے گئے بے ولایت و امامت آنجناب کے پس جبط ہوئے
 عمل اونکے اور خدا روز قیامت میں کہہ اونکا وزن نہ ٹھرائے گا کئے ہیں دوزخ
 کے اور بدون بیزاری انصاف و ازلام سے کہ پیشوا اگر اہی کے ہیں وہ اور حکام
 ظلم پہلے اور پچھلے فائدہ سامری سے مراد ابو سہبہ کہ اس نے امت
 کو بالکل گمراہ کیا اور اصحاب اوسکے اور ائمہ عامہ ہیں یا سامری سے مقصود
 ثانی ہے اور اصحاب اوسکے اول و ثالث اور اتباع اونکے اور انصاف و
 ازلام خلفای امویہ و عباسیہ ہیں جو محرب دین و مبین اور یہ دونوں احتمال
 بنا بر اقوال علمای اعلام جائز ہیں بہر حال بیزاری دونوں گروہ سے کسی نے
 بزور شمشیر اور کسی نے بزور تزویر امت محمدیہ میں تفرقہ ڈالا و جب فائدہ
 منقول ہے کہ جناب امیر نے حسن بصری کو فرمایا انت ساحر ہے ہذا الامۃ یعنی
 تو سامری اس امت کا ہے اس اعتبار پر مراد حسن بصری اور بقیہ صوفیہ ہیں فائدہ
 انصاف وہ بت ہیں جو گرد کعبہ پر نصب تھے اور ازلام سبائے قمار کے ہیں قمرش
 کے چنانچہ کلام مجید میں مذکور ہوئے۔ پھر فرماتے ہیں والبراءۃ من الشق مراد
 الذی نظر عاقرة الذی کان اشق الاولین والاخرین اور بدون بیزاری
 کے شقی مرادی سے جو مثل عاقرة ناقہ صلیح ہے ایسا کہ اولین و آخرین سے زیادہ
 شقی تھا فائدہ یہ اشارہ عبد الرحمن ابن طحیم ولد الزنا کی طرف ہے کہ قاتل
 جناب امیر تھا اور حدیث نبوی میں تشبیہ عاقرة ناقہ صلیح سے دائر ہے پھر ارشاد
 کیا والبراءۃ من یزید بن معاویہ واصحابہ الذین قتل الحسین بن علیؑ
 اور بدون بیزاری یزید ابن معاویہ سے اور اوسکے رفقا سے جو شریک قتل
 امام حسین ہوئے تھے فائدہ یہ چاروں معطوف بقیاس سابق ہیں اور

قاتلان جناب سید الشہد اکرمی قسم پر ہیں ایک وہ جو سامی قتل ہوئے مثل امر و قتل
 اور اونکے انصار نابکار کے۔ ایک وہ جو ان اشقیاء کو اس جرم سے بری کرنے
 ہیں یا اونکے اس فعل سے راضی ہوئے ایک وہ جو حضرت امام حسینؑ کی شہادت
 کے منکر ہیں یا بحق اعدا الفریض نہیں کرتے۔ ایک وہ جو طریقہ ظلم اور ان اشقیاء کا
 رواج سمجھے ایک وہ جنہوں نے مصائب حضرت مین دل نبھلایا اور آنسو نہ بہایا۔
 ایک وہ جنہوں نے ذکر خیر حضرت صفور روزگار سے مٹانا چاہا اور طریقہ استکراہ
 یا استحقاف اس باب میں نباہا۔ ایک وہ جنہوں نے بقیۃ الہییت پر ظلم کیا۔ پھر
 فرماتے ہیں والولایۃ لاولیاء امیر المؤمنین الذین مضوا علی منہاج
 الرسول ولم یدلوا ولم ینغیروا بعد نبیہم و ہم سلمان الفارسی و ابوذر
 جندب ابن جنادہ و یقال لہ المجون و مقداد ابن الاسود و عماد ابن یاسر
 سہل ابن حنیف و حدیف بن الیمان و ابو المہتیم ابن التہان و خالد ابن
 سعید و عبادہ ابن الصامت و ابوالنوفل الانصاری و خرمیتہ بن ثابت
 ذوالشہادتین و ابوسعید الخدری و محمد بن ابی بکر و قمبر و امثالہم
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم والولایۃ اتباعہم و المہتدین ہدایتہم و
 المساکین لمنہاجہم اور بدوین محبت کرنے کے دوستان جناب امیر سے کہ
 کہ وہ طریق رسول اللہ پر قائم رہے اور تبدیل و تغیر نکی اونہوں نے بعد اپنے
 نبیؐ کے اور وہ یہ اصحاب کبار ہیں جنکے نام کلام معصومین داخل ہیں یا تا تک
 کہ فرمایا اور جو مثل اونکے ہیں اور بدوین محبت اونکے پیروں سے اور انہوں نے
 جنہوں نے ہدایت پائی ہے اونہوں سے اور انہیں کی راہ پر چلنے والے ہیں
 فائدہ یہ دونوں معطوف ہیں بدستور میں اور جملہ کلمہ لا ایمان سے یہاں تک

ختم ہوا خلاصہ یہ کہ تولائی ائمہ ابرار جزو اعظم ایمان ہے بلکہ بقول مشہور یہ
کسو اسطے کہ تولائی انکی امام مقرر فی الطاعة جانتے کو کہتے ہیں اور امام کا پہچاننا
خدا اور رسول کے پیچھے نہ کرنا اور ب شرعیات کے حق جاننے کو ہے پس تولائی
جامع ہوا جزئیات ایمان کا وہو المقصود اور تولائی بے تبرا ہو نہیں سکتا جیسا
کہ اوپر گذرا ہے جسکو ادعای تولاہو اور اعدائے ائمہ ہدی سے بیزاری
نہ کر سکتا ہو یا چشم پوشی کرنا ہو اور دوستان و مقتدیان حضرات طہیات
سے محبت نہ کر سکتا ہو تو وہ مومن نہیں فائدہ حدیث میں وارد ہے
کہ ایک شخص نے جناب بعد اذن سے پوچھا کہ بظاہر کوئی کلمہ گو آپ کے ساتھ
اظہار اپنی دشمنی کا نہیں کرتا پس شتاخت آپ کے دشمن کی کیا ہے فرمایا جسکو
ہمارا دوست بنائے گا اسکا بدخواہ ہو گا لاریب فیہ اسکو آزمایا ہے ایک جب
بظاہر اقرار محبت و عظمت و مراتب اہلبیت کرتا تھا مجالس جناب سید الشہداء
میں شریک گریہ و بکا ہوتا تھا اور تعظیم و توقیر سادات بھی حد سے زیادہ کرتا تھا
مگر جب اسکو معلوم ہوا کہ فلاں سید شیعہ ہے واللہ میں نے دیکھا کہ جس طرح
ہو سکا وہ بدخواہ ہو سکا ہوا بلکہ بعض اوقات تکلف و ریاضا ہری جو اسکی
عادت تھی اس سے بھی قاصر رہا۔ پھر فرمایا و تحريم الخمر قلیلیہا و کثیرہا
و تحريم کل مسک قلیلہ و کثیرہ اور حرام سمجھنا ہے شراب کا تھوڑی ہو یا بہت
اور حرام سمجھنا نشے والی ہر چیز کا تھوڑی ہو یا بہت واجب ہے یہ دونوں
جملے معطوف ہیں جملہ ہستی سابقہ پر اور اگر دونوں جگہ صیغہ متکلم مع الغیر ہو
غلطی انتساخ پر محمول ہوئے اور کہا جائے گا کہ ہم شراب و مسکر کو حرام جانتے
ہیں قلیل ہو یا کثیر فائدہ اس میں اشارہ ہے مخالفت عامہ کا کہ وہ بنید ترک

ساتھ اشد اور غلیان کے تین روز تک حلال سمجھتے ہیں چنانچہ عقائد نسفی
 میں ہے ولا یحرم نبذ القمہ اور عقیدے میں بھی یہی ہے اور ماخذ علت فعل
 خلیفہ ثانی کو قرار دیتے ہیں کہ وقت مرگ بھی نوش فرما کر دنیا سے گئے۔ پھر فرمایا
 والمضطر لا یشرب الا نفاً تقیۃ اور مضطر شراب نہیں پیتا اس واسطے کہ وہ
 کرتی ہے اور سکوفائد لا یعنی مضطر کو شراب خوار کرنا نجا ہے کیونکہ یہ شراب
 شراب نہیں ہے گا تو باعث اس کے قتل کی ہوگی اور حال اضطرار میں ایسے فعل کو
 حاکم ہے کہ تکلیف اور سوقت میں مرقع ہے لقولہ تعالیٰ فی اضطرار لا یحرم
 فائد لا بعض نسخ میں بغیر دیکھا گیا ہے شراب غافل کرتی ہے پینے والے
 کو اور اس تقدیر پر مرنے یوں ہو گئے کہ شراب پینے والا بوجہ غفلت معفو ہو حالاً
 یہ امر معقول نہیں کیونکہ بعد اپنے کے غافل ہوتا ہے پس وہ فعل اس کا اختیار
 اور نسخہ اول اوج ہے۔ پھر فرمایا وتحذیر کل ذی ناب من السکر وکل
 ذی مخلب من الطیر اور حرام جانتا ہر ذی ناب ورنہ کا اور ہر پرندہ کش پرندہ
 کا فائد لا عامہ تو تا حلال سمجھتے ہیں اور بعض کو اوپر اس طرح اکثر مبالغہ
 پرندہ اصحاب مذاہب اربع کہاتے ہیں کہ بیان اس کا اس مقام پر طول چاہی
 ہے۔ پھر فرمایا وتحذیر الطحال فانہ دم اور تلی حرام ہے کیونکہ خون ہے
 پھر فرمایا وتحذیر الطافی والیسۃ والمآرماعی والذباب وکل سمک لا یکن
 لہ فلوں اور کائی کہ بانی بر جنتی ہے اور جری اور مار ماہی و زبا کہ دو زن
 مجہلی کی قسم کے حاکم ہیں اور ہر مجہلی کہ سنہ نہ کہتی ہو حرام ہے فائد لا
 مجہلی کے باب میں حدیث وارد ہے کہ مجہلی وہ ہے جس پر سنہ ہو اور جو غیر
 سنہ کے ہے وہ مجہلی نہیں اور عامہ اس کے مخالف ہیں تا آنکہ امام مالک نے

گوہ اور ناکہ اور لمبو اجنبی حلال کیا اور علیٰ ہذا القیاس اور جانور ہر رام - پھر
 فرمایا ومن الطیور ما کان لہ قابضۃ ومن البیض کلمۃ اختلف طعم وفاء
 حلال اکلہ وکلمۃ استوی طرفا ۱۴۴۴ ہر زندون میں سے جسکے سنگدانہ
 ہو اور اندرون میں سے جسکے دونوں کنارے مختلف ہوں حلال ہے اور
 باقی حرام - پھر فرمایا والاجتناب من الکبائر وہی قتل النفس التي حرم الله لا
 بالحق والزندۃ والسرقة وشرب الخمر والمسکر وعقوق الوالدین و
 الفرار من الزحف واکل مال الیتیم ظلماً واکل المیت والدم وحمل الخنزیر
 وَمَا أُحِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ مِنْ غَیْرِ ضَرْبَةٍ وَاکل الربوا والسحت بعد الله و
 المیسر القمار والتنجیس فی المکیال والمیزان وقذف المحضاب واللواط
 والشہادۃ بالشرور والیاس من رحمۃ الله ولا من مکرا لله ومعونۃ الظالمین
 والکون الیہم والیمین الغموس وحبس الحقوق من غیر حسرۃ الکذب
 الا سباف والتبذیر والخیانۃ وکتمان الشہادۃ والاستحقاق لا ولیا
 الله والاستغفال بالملأھی التي تصدق عن ذکما لله کالمعارف وضربک و
 والاصرار علی الصغائر من الذنوب اور گناہان کبیرہ میں سے ناحق بارگاہ
 آدمی کا مکر یہ کہ مارنا او سکارا ہوا اور زنا اور چوری اور شراب پینا اور عاف
 ہو جانا مان باب سے اور بھاگنا لڑائی سے اور یتیم کا مال کھانا ظلم سے اور
 مردار اور خون اور گوشت خوک کھانا اور اوس چیز کا کھانا جو نام خدا پر
 سنوئی ہو بے ضرورت و اضطراب کے اور بیاج کھانا اور آب لینا اور ہر قسم
 کا جوا - اور ناپ تول میں کمی کرنا اور عقیقہ کو گالی دینا اور لو اطمہ ہر قسم کا اور
 گواہی جھوٹ اور فریب کی یا مجلس غنا میں حاضر ہونا اور ناامیدی رحمت

اور بے پردا ہو جانا مگر خدا سے اور امداد و اعانت ظالمون کی اور اعتماد و
 اونکے اور فریب کی قسم کھانا اور حقداروں کا باوجود قدرت روکنا اور
 جھوٹ بولنا اور فضول خرچی کرنا اور خیانت کرنا اور سچی گواہی کو چھپانا
 اور خفیف جاننا حجت ہای خدا کا اور حقیر جاننا دوستمان خدا کا اور مشغول
 ہونا اوس لہو و لعب میں کہ باو خدا سے باز رکھے مثل فنا و بازی و غیرہ
 اور اصرار صغائر ذنوب پر فائدہ کا اگرچہ تفصیل کیا بعض محققین نے بسبب
 اختلاف کی ہے مگر قول بعضوں کا یہ ہے کہ ہر گناہ نسبت دوسرے گناہ کو
 کبیرہ اور نسبت بعض صغیرہ ہے اور بعض نے تقداد کبار از روئے وعید قرآنی
 معاصی مندرجہ کتاب پر منحصر رکھی ہے اور یہ کلام معجز نظام نبی مثل اویسی پر
 ہے اور اتفاق علما اوس پر ہے کہ قول اخیر اس مقام کا لینے اصرار صغائر پر
 کبیرہ ہے اور مینے حتی الوسع تحقیق العقائد میں تفصیل کبار کر دی ہے فائدہ
 قتل نفس اور سب گناہوں میں تصویب اور پیروی کرنے والے اور دینی
 و معین شریک ہیں فائدہ کا راضی معصیت مثل عاصی تصور ہے فائدہ
 زنا و لو اظہ فعل و طی پر منحصر نہیں بلکہ مقدمات اوسکے داخل ہیں حکماً اور حدیث
 شرعیہ متعلق ایفاء و اقدام افعال پر فائدہ کا حقوق الدین میں جرم و لو
 ہے کہ ایسا فعل اوس سے ظہور میں آئے جس پر والدین ناخوش ہوں پس
 محذور ہے کہ بے اظہار حقوق مجبور نارضا مندی والدین مستوجب جزا ہے
 حقوق ہو فائدہ کا بدون نارضا مندی والدین ترک آداب یا عدم
 مروت میں اونکی مخالفت حکم خدا ثابت ہو تو ہے اور اس عصیان میں تنہا
 عذاب لازم ہے حاصل یہ کہ اطاعت امر الہی یا عمت نجات اور مخالفت

موجب مذاب ہے اگر والدین بے وجہ کسی بیٹے کو عاق کر دیں تو امید
 مغفرت باقی ہے **فائدہ** اکل میت اور امثال اوسکے کا محل ضرورت
 میں بھو اسی کریمہ **فائدہ** غیثہ باغ و لا عباد فلا اثم علیہ ظاہر ہے
فائدہ اقسام سود اور بیع اور جوا اور غضب و خیانت و سرقت و ظلم
 بہت ہیں مختصر یہ کہ صراحت و حیلہ ہر طرح یہ امور حرام ہیں **فائدہ**
 تجویز سود لینے کی کفار سے مفتے ہے اور سود لینا مومن سے حرام ہے
 کیونکہ وہ رب ہے اور درمیان مومن و کافر وغیرہ رہا ہی نہیں بلکہ اس
 باب میں متشن کے بعض ائمہ بھی متفق ہیں **فائدہ** قذف و دشنام مطلق
 حرام ہے مگر جس کا ولد اطرام ہونا بدلیل عقلی یا نقلی ثابت ہو اور دلیل عقلی مثل
 اسکے کہ کلیۃ حرام زنا و گد بدلیل شرعی ثابت ہو اور مبادق آئے جیسے مخالفت
 مرتضوی یعنی انکار امامت بلا فضل **فائدہ** خیانت عام ہے مال میں ہو
 یا بہید میں مومن کے ساتھ یا کافر کے **فائدہ** یمین میں مواخذہ سے برائے
 بلا کفارہ و استغفار محال اور عادت کے قسم کہانے بسبب تخلف حرام
 والسلام علی اتبع الهدی و علی اللہ علی محمد و آلہ الطاہرین
 اس سلام میں مقتدیان ہدایت کی طرف اشارہ ہے

خاتمہ

معلوم ہو کہ یہ رسالہ جامعہ و وہ ہے جسکو مامون عباسی نے بآپ طلا لکھوایا
 تھا اور ذہبیہ اسی جہت سے مشہور ہوا اور اس میں اصول عقائد و احکام دین
 اسلام پر وجہ اجمال سب مذکور ہیں اور اس فقیر حقیر نے بقدر ضرورت بعد از

و ملخص توضیح مقاصد اور ہی تفسیر مراصد میں صرف جو صلہ و بذل جہد کیا مگر
حوالہ مسائل فقہیہ علم فقہ پر رکھا کیونکہ بموجب آیہ تفسیر و احادیث اجتہاد و توفیق
رفیع جناب صاحب الامر علیہ السلام و علی آباء الکرام عوام امت کو اخذ حکام
فرعیہ دین متین علمای اعلام سے واجب ہے تاکہ وہ از روئے امعان نظر
تطبیق و تصحیح ہر حدیث و خبر فرما کر راجح و قوی پر حکم عمل دین اور ترجمہ نقلی حدیث
کہ یہہ رسالہ ہی اسی قسم سے ہے بے اجر اور اس قاعدہ مامورہ کے موجب تلامذہ
متصور ہوا اختلاف اصول مقائد حقہ کہ اوسمین محل احتجاج و سجع ہے آدم بریا
آخر میں اس رسالہ کے اشارہ اسمای فی الفین کا بالفاظ خاص واقع ہے اور جو
اون خصوصیات کی نحو ای بیان میں معلوم نہیں ہو سکتی مگر چونکہ تفسیر جناب مولانا
سید علی صاحب میں کچھ بدائع ضائع مناسبت سے کنایات بلیغہ کے دیکھے گئے
تسے تزیین خاتمہ اونکے ایراد سے اولے سچی پس پوشیدہ نہ رہے کہ جناب مبرور
بقاعدہ زبر و بنیات الفاظ قرآنی و غیر ذلک سے استخراج بعض عبارات و اسما
مناسبہ فرمایا ہے چنانچہ زبر سے اظکاخوت کے غاصب حق آل الاحمد
عدو قہم۔ اور منات سے المکر و الجلبت کے عدو آل محمد اور منات سے
الانکلام کے عدو آل محمد المصطفیٰ اور بنیات سے اہلیتہ عدو آل النبی
اور مجموع زبر و بنیات البغی کے ظالم احمد و علی و ابنابہا اور مجموع زبر و بنیات
سے الدمر کے عدو آل محمد ہو النبی اور زبر سے الانصاف کے عدو احمد
اکہ اور بنیات سے اوسکے منکر آل محمد اور زبر سے الودثان کے منکر
ولای آل نبی العدالامی اور مجموع زبر و بنیات سے اوسکے منکر و ولایتہ
آل محمد و اعادہ قہم اور ہی من خالف النبی و آل النبی اور بنیات سے

الاصلنامہ کے منکر آل احمد حبیب اللہ اور زبر و بنیات سے اس کے منکر و آل
 حبیب اللہ حقوقہم اور زبر سے الخنزیر کے اعدائے آل احمد و منکر و لاہم
 اور بنیات سے اس کے عدو احمد بنی اللہ و آلہ اور مجموعہ زبر و بنیات سے
 اس کے اعدائے آل محمد الہادی و ہم الظالمون اور زبر سے اصل کلی شرا
 کے اعدائے النبی المصطفیٰ و علیؑ و ابنائہما اور بھی عدو احمد الائتہ الہدیہ
 اور بھی اعداء المصطفیٰ و علی حبیبہ و اعداء نبیہما اور بھی منکر و النبی و علیؑ
 الہادی و اولادہما اور بنیات سے اس کے اعدائے احمد و علی الہادی و آلہ
 اور مجموعہ زبر و بنیات سے اس کے منکر و ولایتہ ال النبی و الاعداء جہد اور
 زبر سے الفخشاء کے اعداء ال احمد المصطفیٰ اور زبر سے المنکر اور بھی
 ائمہ کے عدو آل احمد الامی کلہما اور بھی عدو احمد و علیؑ و ولدہما اور زبر سے
 الظالمین کے اشکاک و ہم لا یعلمون الامام بالحق جہد اور اس طرح بعض
 الفاظ سے عبارت ثبوت حقیقت و مدح الہدایت لکھتی ہے چنانچہ زبر سے
 النکوۃ کے محمد و وصیہ علی الہادی و اولادہما اور زبر سے الشہداء الامام
 کے المصطفیٰ الرئی و الائتہ اور زبر سے کعبۃ اللہ محمد و علیؑ و ابنائہما الہادی
 بالحق اور زبر الایات سے النبی و علیؑ و اولادہما الاوصیاء البینات
 سے محمد و علیؑ و ابنائہما اور مجموعہ زبر و بنیات الصیام محمد الزک و نائبہ
 علی الہادی و اولادہما اور مجموعہ زبر و بنیات وجہ اللہ سے احمد و علیؑ
 و ابنائہما الہدیہ اور زبر سے الصلوۃ محمد النبی و وصیہ علی الہادی
 و اولادہما اور بنیات سے اس کے محمد و آلہ الازکیاء اور زبر قبلة اللہ
 المصطفیٰ نبی اللہ و علیؑ و اولادہما اور مجموعہ زبر و بنیات سے اس کے محمد

حبیب اللہ والائمتہ الاطہار اور بنیات حج سے محمد الزکے وآلہ اور مجموع زبر
 و بنیات سے اسکے محمد وہو النبی وآلہ اور زبر البذلہ الحرام سے محمد و علی
 حبیبہ و ابنائہما اور بنیات سے اسکے محمد نبی اللہ و علی بن ابیطالب و اولادہما
 اور مجموع زبر و بنیات سے اسکے احمد ہو و آلہ خلیفۃ اللہ اور زبر البراق
 المستقیم سے مودۃ النبی و حب اہلبیتہ اور بنیات سے اسکے حب محمد
 و علی و حسنینہما و علی و محمد و جعفر و موسیٰ و علی و محمد و علی و الحسن و المہدی
 اور زبر اھدنا الصراط المستقیم سے سید الائمۃ المعصومین ہو ان سبط
 اور بنیات سے اسکے علی ہو ابوالائمۃ اللہ کے اور زبر سے صراط الذین
 انعمت علیہم کے ہو النبی و ولی اللہ و الحسن و الحسین و علی و محمد و جعفر
 و موسیٰ و علی و محمد و علی و الحسن و المہدی اور بنیات سے اسکے احمد نبی
 والائمۃ علی وآلہ اور الامی احمد و علی وآلہ الائمۃ اور زبر آیہ و آلہ البیوت
 من ابوابہا سے اقر و ابوالار علی الزکی وآلہ و اطیعوہم اولار باب اللہ
 اور زبر اصل کل خیر النبی المصطفیٰ والائمۃ الاولیاء اور بنیات سے
 اسکے احمد و علی و ابنائہما اور مجموع زبر و بنیات سے اسکے احمد و علی
 افضل الاولیاء و آلہ حاصل ہوتے ہیں اور یہ بھی عجائب صنع سے ہے
 کہ بطریق یادگار ثبت صحیفہ روزگار ہوئے اور ہر چند حروف منقطعہ قرآن مجید
 و شتہات بین الطیف نکات یہ ہے کہ جملہ حراط علی حق مسکد میں سب
 مجتمع ہیں و ان ہذا الشیء عجاب و الحمد للہ علی ختم الکتاب و الصلوۃ علی خاتم
 انبیاء محمد وآلہ الاطہار حفظہ

تقریظ فوائد ذهبیہ

الحمد لو احد العلی المحمود الحمد لخالق الولی المعبود الحمد لكاشف الغطاء و الشبهات
 الحمد لو اهب العطا و الدرجات - الحمد لعالم القدیم الازلی - الحمد لخالق القدیر
 المابدی - النعت لشارع الطرق الاسلام و المنقبة لاله الاکرام - حمد اوسکی
 جو ہے واحد و محمود و علی - حمد اوسکی جو ہے خالق و معبود ولی - حمد اوسکی
 جو ہے کاشف سر و شبہات - حمد اوسکی جو ہے و اہب فوز و درجات -
 حمد اوسکی جو عالم ہے قدیم و ازلی - حمد اوسکی جو خالق ہے قدیر و ابدی
 ہے ہر یہ شارع دین کے لئے - تعظیم سے مدح اکل لیسین کے لئے - اما بعد
 اضعف الخلیقة مال لیس شے فی المقتیة ذرۃ طریق اثنا عشری عبد اشیم ابو
 الابرہیم المدعو ابہ محمد راشد علی الجعفری و المتخلص بضیا و المستنیر صادق
 القدیر عن الربا و التزویر خدمت مؤمنین میں متمسک ہے کہ میرے اجداد
 ہیں ابو بکر بن ابی قحافہ کے بعد اکثر بزرگ مثل محمد بن ابی وقاصم بن محمد و محمد
 بن قاسم رضوان اللہ علیہم عرب میں خواہ بسبب تعلیم و صحبت و قرابت
 اہلبیت علیہم السلام خواہ بطور تحقیق مذہب حق پر قائم رہے ہر طبقہ مشروط
 میں بھی طریقہ جاری رہا چنانچہ سکونت نواح سبز و اراں امر پر شاہد علی
 ہے - جبکہ ملا حمید الدین گنوری بتلاش اپنے فرزند ارجمند قاضی صد الدین
 وقت مالی کے بدایون میں آئے تو بروئے تاریخ معلوم ہوتا ہے کہ عہد
 التمش سے سلطنت بابر تک ان کے خاندان میں بسبب تعلق عہدہ قضا
 خواہ بسبب قرابت عثمانیہ یقیناً یا حقیقتاً اطہار سن نہا الایم کہہ سکتے ہیں

کہ مولانا عبد المجید کے وقت سے تشیع نہیں تو عقیدہ تفضیل پر حالات
 و حکایات سلف ضرور گواہی دیتے ہیں از انجملہ مصدق علی ہونا اونکی اولاد
 کے اسما کا اور ایک کا دوسرے کو اس امر کی وصیت کرنا اگرچہ ہم کہہ سکتے
 ہیں کہ ہمارے دادا کے دادا و میر عدل مولوی ارشد اس دلیل سے اثنا
 عشری تھے کہ مناجات اونکی متضمن استغاثت معصومین علیہم السلام ہمارے
 پاس موجود ہے و بذالخصہ یا علی مرتضیٰ یا مختبے وقت ست وقت
 یا حسین و علی زین العبا وقت ست وقت یا جناب باقر جملہ علوم و
 جعفر و کاظم علی موسے رضا وقت ست وقت یا تقی و یانقی و یا جناب
 عسکری و محمد علی ہادی امام رہنما وقت ست وقت مگر بسبب عدم
 موجود دلیل قاطع ہم اونکو تبراہی شیعہ نہیں کہہ سکتے۔ اخلاف مولوی
 علی ارشد میں ہمارے پرانا مولوی خلیل اللہ اور ہمارے پرداد مولوی
 علی داؤد اللہ اور ہمارے باپ کے نانا مولوی علی صدیق اللہ حبیب صاحب
 سادات کرام سے مشرف ہوئے تو اس خاندان میں تشیع نے فروغ نہ
 پایا اور لہذا جناب مفتی محمد علی خلیف الاکبر مولوی حکیم محدث حافظ علی
 مین مولوی ارشد کا حضور آصفی سے مغز بخدمت افتا ہو کر آنا اور یہی
 باعث تقویت و ترویج ہوا۔ اور اکثر خاندانوں میں دین حق پھیل گیا۔
 مولوی علی خلیل اللہ کے تشیع کی ایک دلیل یہ ہے کہ وہ کسیے مرید نہ تھے
 دوسرے یہ کہ اپنی اولاد کا شیعہ علی الاعلان ہونا اونکو گوارا تھا۔ عند
 الاعتراض جو دہری محمد عظیم یہ جواب دندان شکن اونکا مشہور ہے کہ امیر
 المؤمنین کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی پس اگر مسجد میں اونکی فرزند کی ولادت

ہو تو کچھ سیانہیں۔ اس زمانے کے ایک شیخ ابو بکر نے اطعام سالانہ زمانہ
 وفات جناب موصوف کو بلفظ عرس تعبیر کر کے اونکے تسنن یا تصوف کی دلیل
 سمجھا ہے حالانکہ ہمارے نانا جناب مولوی تفضل حسین صاحب مرحوم جو اوٹو
 میں منظر تسنن تھے یہ جلسہ ہفتہ یا عشرہ تک بطور اتفاق اخوان کیا کرتے تھے
 نہ اوسمین رقص ہوتا تھا نہ غنا۔ اور اگر ایسا ہی ہوتا تو ایک شخص جی کے فعل سے
 شخص میت کا عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا ورنہ ہم معمولاً آج سے مرگ ابن خطاب
 کے روز بولتی حاضری کیا کرینگے بہلا اس دلیل سے تم اونکو شیعہ تبرائی مان تولو
 ہمارے پردادا مولوی علی داؤد اللہ ابتداً اگر ایک صوفی کے مرید بلکہ خلیفہ
 تھے مگر انجام اونکا بخیر ہوا چنانچہ اب تک ثقاة وعدول برای العین دیکھتے
 اور لمح اصفا سنہ دلے اونکے عقائد کے موجود ہیں۔ اگر وہ شیعہ نہوتے
 تو معاویہ کی تاریخ مرگ لفظ کلب میں کیوں نکالتے۔ فلشہ ذرہ وعلیہ اجرہ۔
 مولوی علی صدیق اللہ نرا انگشت و خضر والی رباعی حکیم نعمت خان عالی مغفور کی
 بڑہ کر عقیدہ خلافت بے فضل مرتضوی بیان کرتے تھے۔ یہ بات ہم نے اپنی
 دادی مغفورہ سے جو کمال صابرہ و مومنہ و صاحب علم و عفت تھیں اور اونکو
 بہائی اوستادی مولوی حامد علی ابوالجواد مغفور سے سنی ہے۔ اس بحث پر
 ہماری یہ عرض ہے کہ اسلاف کرام میں تشیع قدیم سے چلا آتا ہے ولو بالتفضل
 اوالتقیۃ۔ اور ان لوگوں کو مؤمن کامل نہ سمجھا جائے تو سنی بھی نہیں کہہ سکتے
 لہذا ہنر رعایت احتیاط دعای مغفرت میں یون ملحوظ رکھی ہے کہ اللہم اغفر
 لوکانوا مؤمنین۔ اور جو تشیع مان لیا جائے تو یہ امر فرض نہیں ہو سکتا کہ
 ہمارے اسلاف اور انکے معاصرین اور انکے اخلاف تحقیق سے شیعہ ہوں گے

مثلاً محمد محسن غلام محمدی حمیدی علیہ الرحمہ کے یا ہمارے قبلہ گاہ غفران بنیاد
فاضل الاجل عالم الاکل اربیب العجیب اربیب اللیب اشرف المعاصمین والاشا
علیہ رحمۃ اللہ المتعال کے۔ گو یا آپ اپنے والد ماجد فقہ الامین العدل العفی
حضرت مولانا نجف علی مرحوم کے اعمال مجسم تھے۔ چہار وہ سالگی میں پانچویں
کو عرش الکمال پر پہنچا یا ایک خلیق العقائد اثنی عشر وکلان کی عربی کتاب مولوی
صاحب کی لیاقت پر دلیل تین ہے جس میں شرح تفتازانی اور قوشچی اور عقائد
نعمانیہ مراد کیا ہے اور علاوہ بران غرۃ الوفقۃ جبل المتین صراط المستقیم
توفیق العقائد تدقیق العقائد تین تین ہدیۃ اثناعشریہ توفیق العقائد کتب ندبہ
اور دبستان اخلاق و تذکرہ انتخاب دہر و دیگر رسائل منطق یعنی حکمت و طب
وریاضی و صرف و نحو و انشاء و درائن شعر فارسی و عربی و اردو۔ یہ سب کتابیں
جو الیس بکسکی غرتک باوجود تعلق مناصب جلیلہ سرکار انگریزی و ہندوستانی
مرتب ہوئیں اور اوس سال ۱۲۸۳ ہجری میں قتل ہوئے رضی اللہ عنہ اس وقت
قرب سو جلد کے میرے پاس ہیں زمانہ فرصت دیتا تو کیا کچھ نہ لکھتے مصنفات
جنابہ کوہ یکہ و یکہ بیکہ مولوی فضل رسول صاحب و مولوی فیض احمد صاحب وغیرہما
آپ کے اساتذہ باوجود مخالفت مذہب ملح کرتے تھے۔ باری اللہ کہ بالفعل
از انجملہ یہ شرح ذہبیہ رضویہ بعنایت جناب مخدومی میر عابد علی صاحب
مالک مطبع اثناعشری لکھنؤ چھپ گئی الٰہی کل تصنیفات و تالیفات جناب مولوی
میری حیات میں مطبوع و مشہور ہوں بھد و آلہ الامجاد

تاریخ فی العربیۃ

قد استطبعت تصنیف النقیس | شرح العقائد الکلام *

کتابوں پر جو کتب خانہ میں رکھے گئے ہیں

کلام پاک جناب رضا شریف

کلام پاک جناب رضا شریف

فیذاخیرالرسالات الشریفہ
کتاب ذوالنوار سے الحقیقہ
کتاب کالتہار فی الایام
کتاب فی الصیام و فی الصلوۃ
کتاب للاجبا جنتہ الحفظ
تعمقت بعام الانطباع
فقال الرون مولانا النفس

فیذاشرح علی المتن الامام
کتاب انتخاب فی الانام
کتاب کالضیاء فی الظلام
کتاب فی الحلال و فی الحرام
کتاب للاعادی کا محاسن
لذخر الاجر و الفوز المرام
ینطق الحال من وادی السلام

تاریخ طبع شرح او گشت جنین

دیگر فی الفارسیہ

شد و الدما جدم دران فرد و لیک
تفسیر کلام مصحف ناطق نیک
۱۲۹۹

دیگر فی الہندیہ

نظم پر ہے ہے بدایو غنیمت کو کہ ہیں
امیر ابن امیر و رئیس ابن رئیس
متین نظم مبارک ہے اور شریس
ہوئی ہے آپ کی تحقیق واقع تلبیس
بجا ہے آب طلا سر نگین جو کالی کو
ہزار حمد خداوند واجب تقدس
تم ایسے وقت میں کیسے شفیق ہو

ہمارے والد ماجد کا واہ کیا کہنا
حکیم و فاضل و فیاض و افقہ و امیر
ادب میں علم بدیع و بیان میں بکنا
نمائے کوئی تو دیکھے جناب کی تصنیف
فوائد و ہدیہ کا واہ کیا کہنا
یہی کتاب چہی لکھو میں ان روزوں
جناب سید عابد علی جزکت اللہ

وَمِنْ آيَاتِنَا فِي الْأَرْضِ الْأَنْبَارُ بِطُورٍ خَجْنًا لِأَهْلِهَا

الحمد لله الشان که درین زمان در مسرعات و اسعدها عات
کتاب مستطاب از تصانیف عالم نبیل و فاضل طویل فری الذہن و قو الطبع
جابر اللہ و مولی السید محمد علی حسن صاحب وکیل عدالت امام امتد اقبال سے

نور الصباح
في

القول المانوس
في

إبطال تناسخ الارواح

إبطال تناسخ النفوس

بمقتضى اهتمام و تصحيح تام حقير سر يا تقصير السيد عابد علي بمقام الكنف
به محله فراشخانه در ريگنج بتاريخ بست ششم ماه شوال الحکم سنة ۱۲۸۴
مطابق تاريخ ۱۹ ماه جولای سنة ۱۸۶۶ عيسو

در مطبع نفیس منبع اثنا عشری طبع پویش

